ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

فروری 2020ء - جمادی الاخریٰ 1441ھ (جلد 17 شمارہ 06)

جلد 17 شمارہ 06

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

فروری 2020ء - جمادی الاخریٰ 1441ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود

فی شمارہ............ 25 روپے
سالانہ............ 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال.............مسلمانوں کے مصائب کا سبب............مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن(سورہ آلِ عمران: قسط 1)....سورہ آلِ عمران کی ابتدائی چار آیات.........// // 6

درسِ حدیث....عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص(قسط 5)...// // 16

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات...// // 19

مصائب کے اسباب اور ان کا حل (قسط 2)..........................مولانا شعیب احمد 23

ماہِ محرم: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 30

علم کے مینار:..عہدِ تابعین وتبع تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج....مفتی غلام بلال 32

تذکرۂ اولیاء:......عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ حدیبیہ میں شرکت............مفتی محمد ناصر 36

پیارے بچو!.............میزائل کا ایک نمونہ.............مولانا محمد ریحان 41

بزمِ خواتین............ایک سے زیادہ شادیاں کرنا(آخری حصہ).........مفتی طلحہ مدثر 44

آپ کے دینی مسائل کا حل......انگوٹھی پہننے کا حکم(چوتھی وآخری قسط)....ادارہ 53

کیاآپ جانتے ہیں؟..''فتح الباری'' شرح بخاری کی اہمیت...مفتی محمد رضوان 76

عبرت کدہ............ فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن''

کی دعوت(حصہ دوم)..مولانا طارق محمود 78

طب وصحت...........کمونِ ملوکی یعنی دیسی اجوائن.............حکیم مفتی محمد ناصر 85

اخبارِ ادارہ..........ادارہ کے شب وروز.............................// // 89

اخبارِ عالم......قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں.........مولانا غلام بلال 90

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال مفتی محمد رضوان

مسلمانوں کے مصائب کا سبب

اس وقت دنیا بھر کے مسلمانوں کو، مختلف مسائل ومصائب کا سامنا ہے، کوئی ملک اور خطہ ایسا نظر نہیں آتا، جہاں مسلمان انفرادی واجتماعی طور پر مختلف قسم کے مصائب ومسائل کا شکار نہ ہوں۔

اسلامی نکتۂ نظر سے اگرچہ مسلمانوں پر آنے والے غیر اختیاری مصائب، ان کے گناہوں کے کفارہ اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنتے ہیں، بشرطیکہ ان پر صبر کیا جائے، اور اس وقت اللہ کی طرف سے عائد احکام کو پورا کیا جائے۔

لیکن اس میں یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ مصائب کی بنیادی وجہ، انسانوں کے اپنے کرتوت اور بداعمالیاں ہوتی ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

’’وَمَا أَصَابَكُم مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيرٍ‘‘ (سورة الشورىٰ، رقم الآية: ٣٠)

ترجمہ: ’’اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے، اور بہت سے کاموں سے تو وہ درگزر ہی کر دیتا ہے‘‘ (شوریٰ)

اور ایک مقام پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

’’ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ‘‘ (سورة الروم، رقم الآية: ٤١)

ترجمہ: ’’ظاہر ہو گیا، فساد، خشکی اور تری میں لوگوں کے ہاتھوں کے کرتوتوں کی وجہ سے، تاکہ چکھائے وہ تمہارے بعض اعمال کا بدلہ، تاکہ وہ رجوع کریں‘‘ (روم)

اس قسم کی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ’’فساد‘‘ اور ’’مصائب وآلام‘‘ سے بچنے کے لیے، توبہ

واستغفار اور اللہ کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔

اس لیے مسلمانوں کو اس بات سے غافل رہنا درست نہیں کہ ان کے مصائب کا سبب، دراصل ان کی بداعمالیاں ہیں، جن سے ان کو بچنا اور تائب ہونا چاہیے۔

دنیا بھر میں مسلم دنیا کی اس وقت جو مجموعی طور پر عملی حالت ہے، وہ ہمارے سامنے ہے۔

اللہ کے صریح احکام کی نافرمانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی مخالفت، مسلمانوں کی عملی زندگی سے واضح ہے۔

اگر مسلمانوں کے دوسرے اعمال کو تھوڑی دیر کے لیے نظر انداز کر دیا جائے، اور صرف ایمان و اسلام کے بعد، اس کے پہلے رکن ''نماز'' کا جائزہ لیا جائے، تو ہماری معلومات کے مطابق مسلمانوں کی اکثریت، بلکہ بہت بڑی اکثریت، اس رکن سے دور اور غافل نظر آتی ہے۔

مساجد کی شکل میں اللہ کے گھر جگہ جگہ قائم ہیں، مگر نمازیوں کی آمد، وہاں پر بسنے والے مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

بغیر جماعت کے مرد حضرات اور گھروں میں خواتین کی تعداد بھی نماز پڑھنے والی خال خال ہی نظر آتی ہے۔

اگر جہاز، ٹرین، یا بس وغیرہ میں سفر کر رہے ہوں، تو نماز کا وقت آنے پر کتنے مسلمان، نماز پڑھتے ہیں، یہ بھی سب کو معلوم ہے۔

اسی طرح معاشرہ میں اجتماعی تقریبات اور پروگراموں میں موجود، مسلم خواتین وحضرات بھی وقت آنے کے باوجود نماز پڑھنے والے نہ ہونے کے برابر نظر آتے ہیں۔

شہروں میں جگہ جگہ سرکاری وغیر سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں اور تیمارداروں کی بھرمار ہے، لیکن کتنے مسلم مریض اور ان کے ساتھ تیماردار ایسے ہیں، جو وقت پر نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے ہوں۔

یہ صرف ایک نماز کی حالت بیان کی گئی، جو وقت داخل ہونے پر ہر حالت میں فرض کی گئی ہے، خواہ کوئی مریض و بیمار کیوں نہ ہو، اور وہ بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز کیوں نہ پڑھ سکتا ہو۔

جب نماز کی یہ حالت ہے تو دوسرے ارکان واعمال کا اندازہ اسی سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

ایسے حالات میں مسلمانوں پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے مصائب کا آنا، زیادہ حیرت کا باعث نہیں ہونا چاہیے۔

اس قسم کے حالات میں، شکوے شکایات، دھرنے اور احتجاجات پر اکتفاء کرنا، اور توبہ ورجوع الی اللہ اور اصلاحِ اعمال سے غفلت اختیار کرنا، کہاں کی عقل مندی ہے؟

بعض مسلمانوں کو یہاں یہ شبہ پیش آیا کرتا ہے کہ دنیا میں کفار بھی تو مختلف قسم کی بداعمالیوں کا ارتکاب کرتے ہیں، اور ان کی سب سے بڑی بدعملی کفروشرک ہے، پھر ان پر دنیا میں مصائب کیوں نہیں آتے؟

ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ کافروں پر بھی دنیا میں مختلف مصائب آتے ہیں، لیکن ان کے کفر وبداعمالیوں کی اصل سزا، ان کو آخرت میں ملے گی۔

اور مسلمانوں کو دنیا میں مصائب کی شکل میں آزمائش کا پیش آنا، ان کے لیے ایک طرح سے رحمت ہے۔ وہ اس طرح کہ بعض مصائب سے درجات بلند ہوتے ہیں، ان کا رحمت ہونا واضح ہے، اور جن مصائب سے گناہ معاف ہوتے ہیں، ان کا رحمت ہونا بھی اسی طرح واضح ہے کہ جو گناہ دنیا میں معاف ہو جائیں گے، ان پر آخرت میں مؤاخذہ نہ ہوگا، لیکن یہ بھی اس وقت ہے، جبکہ مسلمان، دنیا کے ان مصائب پر صبر کریں، ورنہ بے صبری اور اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے یہ مصائب ''کریلے پر نیم چڑھا'' کا مصداق بنتے ہیں۔

آج ہم اکثر مسلمانوں کی طرف سے اسی حالت کا مشاہدہ کر رہے ہیں کہ نہ وہ مصائب کے اصل سبب یعنی اللہ کی نافرمانی اور گناہوں کو ترک کرتے ہیں اور نہ ہی آنے والے مصائب پر صبر کا مظاہرہ کرتے، بلکہ بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ اپنی دنیا وآخرت، دونوں ہی خراب کرتے ہیں۔

پھر اللہ کی طرف سے دنیا وآخرت میں خیر اور کامیابی وکامرانی کے فیصلوں کی توقع کیونکر کی جاسکتی ہے، اور ذلت ورسوائی اور مارکٹائی اور ظالم وجابر حکمرانوں سے کیسے نجات پائی جاسکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس طرزِ عمل کی اصلاح فرمائے۔ آمین۔

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط1، آیت نمبر1 تا4)

مفتی محمد رضوان

سورہ آلِ عمران کی ابتدائی چار آیات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ .

الٓـمّٓ. اللّٰـهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الۡـحَیُّ الۡقَيُّوۡمُ .نَزَّلَ عَلَيۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ. مِنۡ قَبۡلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ، اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ، وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ. اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخۡفٰى عَلَيۡهِ شَىۡءٌ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ

(سورة آل عمران، رقم الآيات ۱ الٰی ۴)

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے، جو انتہائی مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ (یہ حروفِ مقطعات میں سے ہے، جس کے حقیقی معنیٰ، اللہ ہی کو معلوم ہیں) اللہ، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، وہ زندہ ہے، بہت قائم رکھنے والا ہے۔ نازل کیا اس نے کتاب کو آپ پر حق کے ساتھ، جو تصدیق کرنے والی ہے، اس چیز کی، جو اس سے پہلے ہے، اور نازل کیا اس نے توراۃ کو، اور انجیل کو، اس سے پہلے، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے، اور نازل کیا اس نے فرقان کو، بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، اللہ کی آیات کا، ان کے لیے عذاب شدید ہے، اور اللہ، زبردست انتقام والا ہے۔

بے شک اللہ، مخفی نہیں ہے، اس پر کوئی چیز، زمین میں اور نہ آسمان میں (سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

اس سورت کا نام ''آلِ عمران'' ہے، اور یہ ترتیب کے اعتبار سے قرآن مجید کی تیسری سورت ہے، یہ سورت مدنی ہے، اور اس میں مجموعی طور پر دوسو آیات ہیں۔

اس سورت کا آغاز بھی سورہ بقرہ کی طرح ''الٓمّٓ'' سے ہوا ہے۔

www.idaraghufran.org

قرآن مجید کی مختلف سورتوں کے شروع میں جو اس طرح کے حروف آئے ہیں، جن کو الگ الگ کر کے پڑھا جاتا ہے، وہ ''حروفِ مقطعات'' کہلاتے ہیں، یعنی ایک دوسرے سے کٹے ہوئے اور جدا الفاظ، یہ حروف، الگ الگ پڑھے جاتے ہیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر نہیں پڑھے جاتے۔

چنانچہ ''الٓمّٓ'' میں الف، لام، میم کر کے حروف کو الگ الگ پڑھا جاتا ہے، ورنہ ''سورہ فیل'' کے شروع میں بھی یہی تین حروف آئے ہیں، یعنی ''الم'' لیکن وہاں ملا کر ''أَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ'' پڑھا جاتا ہے۔

حروفِ مقطعات کے حقیقی اور واقعی معنیٰ اور مطلب اللہ ہی کو معلوم ہیں، اور مفسرین نے، جو اِن حروف سے مختلف اشارات یا معنیٰ مراد لیے ہیں، وہ اپنے اپنے اجتہاد یا شریعت کے دوسرے اشارات وقرائن کی بناء پر ہیں، ان کو ان حروف کے حقیقی معنیٰ نہیں سمجھنا چاہئے۔

حروفِ مقطعات کے حقیقی معنیٰ معلوم نہ ہونے سے ایک بات یہ واضح ہوگئی کہ قرآن مجید کی کسی آیت کے معنیٰ ومطلب معلوم نہ ہونے کے باوجود بھی اس کو قرآن مجید تسلیم کرنے اور اس پر ایمان لانے اور اس کی تلاوت کرنے کا حکم ہے، اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے یا سننے کا اصل ثواب اس کے معنیٰ سمجھنے پر موقوف نہیں، البتہ جس آیت کے معنیٰ ومطلب کو سمجھا جا سکتا ہو، اس کو سمجھنا اضافی ثواب اور اضافی فوائد کا باعث ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَحَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِہَا لَااَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰکِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۹۱۰،ابواب فضائل القرآن، باب ما جاء فیمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کتابُ اللہ کا ایک حرف بھی پڑھتا ہے، اس کو اس کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے ، میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے (بلکہ) الف ایک حرف، لام ایک حرف، اور میم ایک حرف ہے (ترمذی)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے ''حروفِ مقطعات'' پر مشتمل کلمات وحروف پر بھی اسی طرح ثواب ملتا ہے، جس طرح غیر حروفِ مقطعات پر ثواب ملتا ہے، لہٰذا آج کل جو بعض جدید خیال کے لوگ قرآن مجید کو بغیر سمجھے پڑھنے اور سننے کو ''نعوذ باللہ تعالیٰ'' فضول ولایعنی قرار دیتے ہیں، ان کی بات درست نہیں۔

سورہ آلِ عمران کی دوسری آیت کا مضمون سورہ بقرہ کی ''آیۃ الکرسی'' کی ابتدائی آیت کے پہلے جملوں کے مطابق ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے یکتا معبود ہونے اور اس کے ''حیّ'' یعنی زندہ ہونے، اور ''قیّوم'' ہونے کی صفات بیان کی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے یکتا معبود ہونے کا مسئلہ بنیادی اور اصولی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات مبنی ہیں، جن میں ایک عظیم صفت اس کا ''حیّ'' ہونا ہے، ظاہر ہے کہ اللہ ہر چیز کو حیات بخشتا ہے، عدم سے وجود میں لاتا ہے، اور ہر چیز کو پوری طرح سے قائم رکھتا ہے، لہٰذا اس کا خود ''حیّ'' ہونا ضروری ہے، پھر کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ کا قائم کیا ہوا ہے، اور اسی کے حکم سے چل رہا ہے، جو کہ نہایت مستحکم اور مضبوط نظام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ''قیّوم'' ہونے کی صفت کی گواہی دیتا ہے۔

اور اسی وجہ سے پوری کائنات اور اس کا مستحکم نظام، اللہ ربُ العزت کے وجود، اور اس کے معبودِ برحق ہونے کا گواہ ہے، جس کا قرآن مجید کی مختلف آیات میں ذکر آیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اجمالی طور پر عظیم صفات بیان ہوئی ہیں۔

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ (وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ) (البقرة، آیت ۱۶۳) **وَفَاتِحَةِ آلِ عِمْرَانَ (الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ)** (آل عمران، آیت ۲) (ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۷۸، ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۴۹۶)

ترجمہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کا اسمِ اعظم ان دو آیتوں میں ہے، ایک تو سورہ بقرہ کی اس آیت میں کہ:

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ.

اوردوسرے سورہ آلِ عمران کی ابتدائی اس آیت میں کہ:

الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ'' (ترمذی، ابوداؤد)

امام ترمذی نے اس حدیث کو''حسن صحیح''قرار دیا ہے، لیکن بعض دیگر حضرات نے اس کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

بعض احادیث میں اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم تین سورتوں میں قرار دیا گیا ہے، یعنی سورہ بقرہ، سورہ آلِ عمران اور سورہ طٰہٰ میں۔ [2]

لیکن بہت سے حضرات کا قول یہ ہے کہ لفظِ''اللہ''ہی اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہے۔

اور جن احادیث میں مختلف الفاظ پر مشتمل کلمات کو اسمِ اعظم قرار دیا گیا ہے، وہ اس قول کے خلاف نہیں ہیں، کیونکہ ان میں بھی یہ لفظ موجود ہے۔

خواہ''اللہ''کی شکل میں ہو یا''الٰہ''کی شکل میں۔

اس کی تفصیل''آیۃ الکرسی''کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

پھر اس کے بعد سورہ آلِ عمران کی تیسری آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب یعنی قرآن مجید کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے، جس طرح اس سے پہلے اپنی کتابوں کو حق کے ساتھ نازل فرمایا تھا، اور قرآن مجید، اپنے سے پہلی آسمانی کتابوں کے خلاف نہیں، بلکہ ان کی تصدیق کرنے والا ہے، خاص طور پر توراۃ اور انجیل کی۔

اور یہ تمام آسمانی کتابیں لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ہیں۔

---

[1] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

و قال شعیب الارنووط: إسناده ضعيف لضعف عبيد الله بن أبي زياد، وشهر بن حوشب .ومع ذلک قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح!! مُسدَّدٌ(حاشیة سنن ابی داوٗد)

[2] عن أبي أمامة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: إن اسم الله الأعظم لفي ثلاث سور من القرآن: في سورة البقرة، وآل عمران، وطه. فالتمستها فوجدت في سورة البقرة آية الكرسي(الله لا إله إلا هو الحي القيوم)، وفي سورة آل عمران(الم الله لا إله إلا هو الحي القيوم) وفي سورة طه(وعنت الوجوه للحي القيوم) (مستدرک حاکم، رقم الحديث ١٨٦٦)

لہٰذا یہود و نصاریٰ کا توراۃ یا انجیل کو ماننا اور قرآن مجید کا انکار کرنا، درست نہیں۔

قرآن مجید میں اور بھی کئی مقامات میں اس کتاب، یعنی قرآن مجید، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے کی کتابوں اور رسولوں کی تصدیق کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں یہ آیت گزر چکی ہے کہ:

وَآمِنُوْا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (سورة البقرة،رقم الآية ۴۱)

ترجمہ: اور ایمان لاؤ تم اس پر، جو نازل کی میں نے، تصدیق کرنے والی ہے وہ، اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہے (بقرہ)

نیز سورہ بقرہ میں یہ آیت بھی پہلے گزر چکی ہے کہ:

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ آمِنُوْا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَاءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ (سورة البقرة،رقم الآية ۹۱)

ترجمہ: اور جب کہا جاتا ہے، ان کو کہ ایمان لاؤ تم اس چیز پر جو نازل کی اللہ نے، تو وہ کہتے ہیں کہ ایمان لائے ہم اس چیز پر جو نازل کی گئی ہمارے اوپر، اور کفر کرتے ہیں وہ، اس چیز کا جو اس کے بعد ہے، حالانکہ وہ حق ہے، تصدیق کرنے والی ہے، اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے (بقرہ)

اس کے علاوہ قرآن مجید کی یہ آیت بھی پہلے گزر چکی ہے کہ:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (سورة البقرة ، رقم الآية : ۹۷)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص دشمن ہے جبریل کا، تو (اسے سمجھ لینا چاہئے کہ) جبریل نے تو نازل کیا ہے، اس (کتاب) کو آپ کے دل پر، اللہ کی اجازت سے، جو تصدیق کرنے والی ہے، اس کی جو اس سے پہلے ہے، اور ہدایت ہے اور خوش خبری ہے مومنوں کے لیے (بقرہ)

اور سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ آمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (سورة

النساء،رقم الآیة۴۷)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جن کو دی گئی کتاب، ایمان لاؤ تم اس چیز پر جو نازل کی ہم نے، تصدیق کرنے والی ہے وہ، اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہے (نسآء)

اورسورہ انعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ (سورة الأنعام،رقم الآیة۹۲)

ترجمہ: اور یہ کتاب نازل کیا ہم نے اس کو، مبارک ہے، تصدیق کرنے والی ہے، اس کی جو اس سے پہلے ہے (سورہ انعام)

اورسورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ (سورة المائدة،رقم الآیة۴۸)

ترجمہ: اور نازل کیا ہم نے آپ کی طرف کتاب کو حق کے ساتھ، جو تصدیق کرنے والی ہے، اس کی جو اس سے پہلی کتاب ہے (سورہ مائدہ)

اورسورہ فاطر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِىْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ (سورة فاطر،رقم الآیة ۳۱)

ترجمہ: اور وہ کہ نازل کیا ہم نے آپ کی طرف جس کتاب کو، وہ حق ہے، تصدیق کرنے والی ہے وہ، اس کی جو اس سے پہلے ہے، بے شک اللہ اپنے بندوں کی خوب خبر رکھنے والا، خوب دیکھنے والا ہے (سورہ فاطر)

اورسورہ احقاف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالُوْا يَاقَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِىْ إِلَى الْحَقِّ وَإِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورة الأحقاف،رقم الآیة۳۰)

ترجمہ: کہا انہوں (یعنی جنات) نے کہ اے ہماری قوم! بیشک ہم نے سن لیا ایسی کتاب کو، جو نازل کی گئی ہے، موسیٰ کے بعد، تصدیق کرنے والی ہے وہ، اس کی جو اس سے پہلے ہے، ہدایت دیتی ہے وہ حق کی طرف، اور سیدھے راستے کی طرف (سورہ احقاف)

اورقرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد حق اور باطل کی تمیز کرنے والی کتاب صرف ''قرآن مجید'' ہے، اسی لیے اس کی ایک صفت ''الفرقان'' ہے، یعنی حق و باطل میں فرق اور تمیز کرنے والی۔

قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور آسمانی کتاب ایسی باقی نہیں، جو اپنی اصل ہیئت وصورت میں موجود ہو، کیونکہ انسانوں کی طرف سے ان سب میں تحریف وتبدیلی کردی گئی ہے۔

سورہ فرقان میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس قرآن مجید کو''الفرقان'' فرمایا ہے، اسی وجہ سے قرآن مجید کا ایک نام''الفرقان'' ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا (سورة الفرقان، رقم الآیة ۱)

ترجمہ: مبارک ہے وہ ذات، جس نے نازل کیا فرقان کو، اپنے بندے پر، تاکہ ہو وہ عالَم والوں کے لیے ڈرانے والا (سورہ فرقان)

پس جو لوگ قرآن مجید کی آیات کا انکار کرتے ہیں، ان کے لیے شدید عذاب ہے، اور اللہ زبردست انتقام لینے والا ہے، کوئی منکر بھی اللہ کے انتقام سے بچ نہیں سکتا، اگر وہ قبل از موت اس سے توبہ نہ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جہاں بے شمار کریمانہ اور جمالی صفات ہیں، اسی کے ساتھ اس کی جلالی صفاتِ عالیہ بھی ہیں۔

جیسا کہ سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰہُ مِنْہُ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (سورة المائدة، رقم الآیة ۹۵)

ترجمہ: اور جو کوئی پھر کرے گا، تو انتقام لے گا اللہ اس سے، اور اللہ زبردست انتقام والا ہے (سورہ زمر)

اورسورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (سورة إبراهيم، رقم الآية ۴۷)

ترجمہ: پس ہرگز گمان نہ کرو تم اللہ کو کہ وہ خلاف ورزی کرنے والا ہے اپنے وعدے کی اپنے رسول سے، بے شک اللہ زبردست انتقام والا ہے (سورہ ابراہیم)

اورسورہ زمر میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ (سورة الزمر، رقم الآية ۳۷)

ترجمہ: کیانہیں ہے اللہ، زبردست انتقام والا (سورہ زمر)

پھرسورہ آلِ عمران کی مندرجہ بالا چوتھی آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ (سورة آلِ عمران، رقم الآية ۴)

ترجمہ: بے شک اللہ، مخفی نہیں ہے، اس پر کوئی چیز، زمین میں اور نہ آسمان میں (سورہ آلِ عمران)

اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفاتِ عالیہ میں سے ''علیم، خبیر، بصیر'' وغیرہ ہونا بھی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک ہر چیز کا پوری طرح علم اور خبر رکھتا ہے، اور اس کی نظر سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہوتی۔ پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب لوگوں کی ان تمام چیزوں کو ظاہر فرمادے گا، جن کو چاہے گا، اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی یہ صفات پوری طرح سب کے سامنے ظاہر ہوجائیں گی۔

جیسا کہ سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ (سورة غافر، رقم الآية ۱۶)

ترجمہ: جس (قیامت کے) دن وہ ظاہر ہوں گے، نہیں مخفی ہوگی اللہ پر، ان میں سے کوئی چیز (سورہ غافر)

اللہ تعالیٰ کی ''علیم، خبیر، بصیر'' وغیرہ ہونے کی صفات کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز اللہ سے غائب نہیں، ہر چیز اس کے سامنے حاضر ہے، اور کوئی چیز اللہ سے مخفی نہیں، ہر چیز پر اللہ کی نظر ہے، اللہ

تعالیٰ کی اسی قسم کی صفات کی تعبیر بعض حضرات نے ''اللہ کے حاضر وناظر'' ہونے سے کر دی ہے، جس کا مطلب، اللہ تعالیٰ کی اسی قسم کی صفاتِ عالیہ کو بتلانا ہے، خود ان الفاظ کے لغوی اور صوری معنیٰ مراد نہیں، کیونکہ لغت کے اعتبار سے ''حاضر'' کی مخالف صفت ''غیر حاضر'' اور ''ناظر'' کی مخالف صفت ''غیر ناظر'' ہونا آتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان مخالف صفات کے ساتھ متصف نہیں ہوتا، نیز ''حاضر وناظر'' عربی میں ''اسمِ فاعل'' کے صیغے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ کی تعبیر ''اسم فاعل'' کے بجائے ''صفتِ مشبّہ'' کے ساتھ، زیادہ مناسب ہے، اور ان دونوں کے درمیان ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ ''اسم فاعل'' والی صفت عارضی ہوتی ہے، جبکہ اللہ کی صفات اس طرح کی عارضی نہیں، بلکہ وہ دائمی ہیں، نیز ''اسم فاعل'' میں اس فعل کو وجود میں لانے کے لیے فاعل، بعض اسباب کا محتاج ہوتا ہے، مثلاً ''ناظر'' دیکھنے کے لیے آنکھوں کا محتاج ہوتا ہے، اور ''حاضر'' حاضری کے لیے اپنے وجود کو کسی جگہ پیش کرنے کا محتاج ہوتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کو ان صفات کے لیے اسباب کی ضرورت نہیں، اور نہ اس ہی اس کی شایانِ شان ہے، اللہ کے ''علیم، خبیر، بصیر'' وغیرہ ہونے کی صفات، ہر جگہ اور ہمیشہ کارفرما ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی ذات خود ''مسببُ الاسباب'' ہے، پھر اس کو اپنی صفات کے لیے اسباب کی کیا حاجت؟

اس قسم کے لغوی اور صوری معنیٰ اور مطلب کے اعتبار سے بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ''حاضر و ناظر'' ہونے کی صفت میں مغالطہ لگ جاتا ہے، اور پھر اس پر مختلف مفاسد مرتب ہوتے ہیں، اور مباحثہ ومناظرہ، بلکہ مجادلہ کے بازار گرم ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے پر گمراہی وضلالت کے فتوے صادر کیے جاتے ہیں۔

اس لیے ہمارے نزدیک عافیت اسی میں ہے کہ اس قسم کی لفظی بحثوں میں الجھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی صفات کو ان الفاظ میں ہی تعبیر کیا جائے، جن کو قرآن وسنت میں اختیار کیا گیا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی اس قسم کی صفات کو ''علیم، خبیر، بصیر'' وغیرہ ہونے سے تعبیر کیا جائے، جس میں کسی مسلمان کو بھی اختلاف کی گنجائش نہیں، اور یہ تعبیر اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ کے لیے انتہائی جامع اور ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جلد1

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی

(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ

(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم

(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ

(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ

(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد2

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق

(2)...کشفُ الغطاء عن وقت الفجر والعشاء

(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ.

(4)...کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم.

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد3

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر

(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ

(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر

(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم

(5)...مُحرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد4

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق

(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم

(3)...غیرُ اللہ کی نذر و نیاز و ذبح کا حکم

(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ

(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم

(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم

(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد5

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

(2)...مقدس اوراق کا حکم

(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم

(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد6

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر

(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد7

علمی وتحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق

13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد8

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب

(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد9

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام

(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق

(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط

(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد

(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق

(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق

(7)...دَف کی تحقیق

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد10

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق

(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق

(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول

(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ

(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا

(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم

(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃ المسجد کا شرعی حکم

(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق

مصنّف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: ارکانِ اسلام

اضافہ وتحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ

کے

فضائل واحکام

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت

زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں

زکاۃ کی اقسام، سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ

سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم وجدید مفصل ومدلّل باحوالہ احکام

زکاۃ کے متعلق اہم امور ومسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنّف

مفتی محمد رضوان

اصلاح شدہ ایڈیشن

پیارے بچّو

چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے اسلامی باتیں

دلچسپ کہانیاں، مفید قصے، سچے واقعات

بچپن کی زندگی گزارنے کے آداب اور کھیلنے کودنے کے اچھے طریقوں پر مشتمل

مختلف ومتفرق دلچسپ مضامین کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط5)

نبی ﷺ کا معراج میں چند لوگوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاھُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَارٍ .قَالَ :قُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ ؟ قَالُوْا :خُطَبَاءُ مِنْ أَھْلِ الدُّنْیَا مِمَّنْ کَانُوْا یَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ ، وَیَنْسَوْنَ أَنْفُسَھُمْ، وَھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتَابَ، أَفَلا یَعْقِلُوْنَ (مسند أحمد،رقم الحدیث ١٢٢١١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا کہ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ دنیادار خطیب ہیں، جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہیں، اور وہ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں، کیا یہ سمجھتے نہیں (مسند احمد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُ لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِیْ رَجُلًا یَسْبَحُ فِیْ نَھَرٍ وَیُلْقِمُ الْحِجَارَۃَ، فَسَأَلْتُ مَا ھٰذَا،فَقِیْلَ لِیْ :آکِلُ الرِّبَا (مسند احمد،رقم الحدیث ٢٠١٠١،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

ترجمہ: اللہ کے نبی نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں ایک آدمی کو دیکھا کہ جو نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر کو لقمہ بنا بنا کر کھا رہا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب میں مجھے بتایا گیا کہ یہ سود خور ہے (مسند احمد)

www.idaraghufran.org

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِيْ رَبِّيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ، يَخْمُشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ .فَقُلْتُ :مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ ؟ قَالَ :هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ(مسنداحمد،رقم الحديث ١٣٣٤٠)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے میرے رب نے معراج کرائی، تو میرا گزر ایسی قوم پر ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ان ناخنوں سے چھیلتے تھے، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ توانہوں نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں، جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں) اوران کی آبروریزی کرتے ہیں (مسنداحمد)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں کئی قسم کی بداعمالیوں کے مرتکبین کو بار بار عذابِ قبر و برزخ میں مبتلا پایا، اللہ تعالیٰ اس عذاب سے حفاظت فرمائے۔

جانور کو بھوکا پیاسا رکھ کر مار دینے پر عذاب میں مبتلا ہونا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

دَخَلَتْ اِمْرَأَةٌ اَلنَّارَ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ (بخاری،رقم الحديث ٣٠٧١، كتاب بدء الخلق،باب خمس من الدواب فواسق يقتلن فى الحرم)

ترجمہ: ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئی، جس کو اس عورت نے باندھ کر رکھا ہوا تھا، اسے کھانے کو نہیں دیتی تھی، اور نہ اسے چھوڑتی تھی، تاکہ وہ زمین سے حشرات الارض (چوہے اور دوسرے جانور) کھالیتی (بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ (بخاری، رقم الحديث ۳۲۲۳، کتاب احاديث الانبياء، باب حديث الغار)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، جس کو اس عورت نے قید کر کے رکھ لیا تھا، یہاں تک کہ وہ بلی مرگئی، تو وہ عورت اس بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئی، اس عورت نے اس بلی کو قید کرنے کے بعد نہ تو کھلایا، اور نہ پلایا، اور نہ اسے چھوڑا، تاکہ وہ زمین سے حشرات الارض (چوہے اور دوسرے جانور) کھا لیتی (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے اس عورت کو عذاب میں مبتلا دیکھا، جس سے بظاہر برزخ کا عذاب مراد ہے، اور اس عورت کو عذاب جانور کو بے جا تکلیف پہنچا کر قتل کردینے کی وجہ سے ہوا۔

پھر بعض حضرات نے فرمایا کہ وہ عورت مسلمان تھی، جس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو بداعمالیوں کے سبب قبر و برزخ کا عذاب ہوتا ہے، اور بعض نے فرمایا کہ وہ عورت کافرہ تھی، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں اس کا ذکر ہے۔ [1]

لیکن اس جانور کو بے جا تکلیف پہنچا کر قتل کردینے کے گناہ کی وجہ سے اضافی عذاب ہوا، جو کہ کفر کے عذاب سے علاوہ تھا، کیونکہ کفار کا مخاطب بالفروع ہونا راجح ہے، جس کی تفصیل ہم نے اپنے دوسرے رسالے میں بیان کردی ہے۔ (جاری ہے............)

---

[1] عن علقمة، قال: كنا عند عائشة فدخل أبو هريرة فقالت: أنت الذى تحدث أن امرأة عذبت فى هرة لها ربطتها، فلم تطعمها ولم تسقها؟ فقال: سمعته منه - يعنى النبى صلى الله عليه وسلم قال عبد الله كذا قال أبى - فقالت: هل تدرى ما كانت المرأة؟ إن المرأة مع ما فعلت، كانت كافرة، وإن المؤمن أكرم على الله عز وجل من أن يعذبه فى هرة، فإذا حدثت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فانظر كيف تحدث (مسند احمد، رقم الحديث ١٠٧٢٧)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

عوام میں غم وغصہ پیدا کرنا

(28ربیع الاول1440ہجری)

آج کل ہمارے بعض مقتداء وعلماء حضرات نے عوام میں غم وغصہ پیدا کرنے اور جوش ابھارنے کو بڑا کمال سمجھ لیا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے اپنے یہاں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز کے بعد صبر وتحمل کی اہمیت اور غصہ کے بے جا استعمال کی مذمت پر بیان کیا، بیان کے بعد ایک نوجوان نے کہا کہ آپ نے تو ہمارا سارا جوش ہی ٹھنڈا کر دیا، اور سینہ میں لگی ہوئی آگ کو بجھا دیا، میں نے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگے کہ میں کل فلاں مولوی صاحب کے بیان میں شریک ہوا تھا، انہوں نے معاشرہ میں پیدا ہونے والی برائیوں اور بے حیائیوں پر اتنا جوش دلایا اور اتنا غصہ بھڑکایا کہ میرا دل چاہنے لگا کہ میں بازار میں بے پردہ پھرنے والی عورتوں میں گھس کر خودکش حملہ کر دوں، لیکن آپ کے بیان سے یہ جوش ٹھنڈا ہوگیا، اور معلوم ہوا کہ انسان کو جوش کے بجائے ہوش سے کام لینا چاہئے، اور صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکمت وبصیرت اور موعظتِ حسنۃ کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرنا چاہئے۔

میں نے اس نوجوان کی گفتگو سن کر کہا کہ ہمارا تعلق فائر بریگیڈیئر (Fire Brigadier) کے ادارہ سے ہے، اور اس ادارہ کا کام لگی ہوئی آگ کو بجھانا ہے، آگ لگانا نہیں ہے، اس لیے ہم نے آپ کے سینہ میں لگی ہوئی آگ کو بجھا دیا، یہ سن کر وہ ہنس پڑے اور بڑے خوش ہوئے۔

واقعی بعض مقتدا حضرات کا طرزِ عمل اسی نوعیت کا ہے کہ وہ عوام کی اصلاح کرنے کے بجائے ان میں بے جا غصہ، بے صبری، رنج وغم، حزن اور مایوسی پیدا کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں غیر تربیت

یافتہ عوام کئی قسم کی آزمائشوں اور فتنوں میں مبتلا ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، یا پھر زندگی بھر کے لیے شرمندگی والے عمل کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

فروع میں مخالف امام کی اقتداء کا حکم

(28 ربیع الاول 1440 ہجری)

بہت سے حنفی مشائخ نے اس کو راجح قرار دیا ہے کہ اگر نماز پڑھانے والا امام اہل السنۃ والجماعۃ کے کسی ایسے امام و مجتہد کے موقف پر عمل پیرا ہو، جس کی وجہ سے مقتدی کے مسلک اور گمان کے مطابق نماز درست نہیں ہوتی، اور ایسے عمل کا ارتکاب امام کی طرف سے ظاہر ہو جائے، تو مقتدی کی نماز درست نہیں ہوتی۔

مثلاً امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک بہتا ہوا خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اب اگر کوئی امام شافعی یا امام مالک کے موقف کے مطابق نماز پڑھائے، اور وضو کرنے کے بعد اس کے جسم سے خون نکل گیا ہو، جس کا حنفی مقتدی کو علم بھی ہو گیا ہو، تو حنفی مقتدی کی نماز درست نہیں ہوگی۔

اور بندہ کا رجحان بھی شروع میں اسی طرف تھا، لیکن بعد میں دلائل پر نظرِ ثانی کرنے کے نتیجہ میں بندہ کا اس قول کی طرف رجحان نہیں رہا، بلکہ مجتہد فیہا مسائل میں امام کے گمان کے مطابق نماز درست ہونے کی صورت میں اس کے مقتدیوں کی نماز درست ہونے کی طرف رجحان ہو گیا، جس کی رُو سے مذکورہ صورت میں نماز درست قرار پاتی ہے۔ بندہ نے اس موضوع پر اپنے ایک مستقل رسالہ ''غیر حنفی کی اقتداء میں نماز کا حکم'' کے جدید ایڈیشن میں اس کی وضاحت و رجوع شائع کر دیا ہے، یہ رسالہ بحمد اللہ تعالیٰ علمی و تحقیقی رسائل کی جلد کا حصہ بن کر شائع ہو چکا ہے۔

جلسوں کے متعلق سنتِ نبوی

(28 ربیع الاول 1440 ہجری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے والے کے لیے یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، دین کی بات سنانے کے لیے بڑے بڑے مجامع اور جلسوں کا اہتمام نہیں فرماتے تھے،

البتہ عموماً عباداتِ مقصودہ کے لیے بڑے اجتماعات کا اہتمام ہوتا تھا، اور اسی ضمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ اور وعظ بھی فرمادیا کرتے تھے، صرف وعظ اور خطبہ کے لیے لوگوں کے بڑے بڑے اجتماعات کا اہتمام نہیں فرماتے تھے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہفتہ وار یا سالانہ یا کسی اور موقع پر جو بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوئے، ان میں لوگوں کی اصل حاضری عباداتِ مقصودہ کے لیے ہوا کرتی تھی۔

مثلاً ہفتہ بھر میں جمعہ کے دن ایک بڑا اجتماع ہوتا، جس کا اصل مقصود نمازِ جمعہ کی ادائیگی ہوتا تھا، پھر اس کے ساتھ خطبہ بھی ہوتا تھا، اسی طرح سالانہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر نمازِ عید کے لیے اجتماع ہوتا تھا، پھر اس ضمن میں خطبہ بھی ہوجاتا تھا، اسی طرح نمازِ استسقاء وغیرہ کے موقع پر توبہ و رجوع الی اللہ، اور بارش کے حصول کی دعا کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے اجتماع ہوتا، تو اس کے ضمن میں خطبہ بھی ہوتا تھا، اسی طرح حج کے موقع پر مکہ مکرمہ، منیٰ اور عرفات وغیرہ میں بھی بڑے اجتماعات کا اصل مقصد مناسکِ حج کی ادائیگی تھا، پھر اس کے ضمن میں خطبہ بھی دیا گیا۔

اس کے علاوہ جب مسجد میں نماز کے لیے لوگ حاضر ہوتے، اس ضمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کو شرعی احکامات وایمانیات وغیرہ کی تدریجاً اور مختصراً تعلیم دے دیا کرتے تھے، اور کبھی کسی خاص حکم کے بیان کی ضرورت ہوتی، تو بروقت بلاتکلف لوگوں کو جمع کرلیا جاتا۔

ورنہ عام طور پر صحابۂ کرام کے مخصوص افراد اور ماحول کو پیشِ نظر رکھ کر مختلف احادیث بیان کی جاتی تھیں۔

موجودہ دور کے مروجہ جلسے جلوسوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اہتمام نہیں تھا، جس میں بہت سی حکمتیں تھیں۔

مثلاً جب بڑا اجتماع ہوتا ہے، تو اس میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں اور اس وقت ہر بات کھل کر بیان کرنا، مخاطبین اور حاضرین کے شایانِ شان نہیں ہوتا، بڑے مجمع میں عام و خاص لوگوں میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں، جن میں بات پوری طرح سمجھنے اور اسی طرح آگے پہنچانے کی صلاحیت نہیں ہوتی، باوجودیکہ وہ عادل اور متقی و پرہیزگار ہوتے ہیں۔

اسی وجہ سے اکثر احادیث مخصوص اور مشہور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سندوں سے ہی مروی ہیں، دیگر غیر معروف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کم ہی احادیث مروی ہیں۔

اور شریعت کا حکم یہ ہے کہ لوگوں کی عقل وفہم کے مطابق کلام کیا جائے، کیونکہ اس کی خلاف ورزی میں خود مخاطب اور اس کے واسطہ سے دوسروں کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

نیز جب جلسہ برائے جلسہ مقصود ہو جائے، تو اس میں اعتدال وشرائط کا لحاظ کم ہوتا ہے، حاضرین و مخاطبین کو خوش کرنا اور دین وشریعت کے مقابلہ میں ان کی رعایت کا پہلو غالب آنے لگتا ہے، جیسا کہ آج کل کے بہت سے مروجہ جلسے جلوسوں کا معاملہ ہے۔

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ دینی تعلیم وتعلم اور تبلیغ وتدریس کے لیے بڑے بڑے اجتماعات کا منعقد کرنا گناہ ہے، بلکہ اصل مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور اس میں چھپی ہوئی بعض حکمتوں کو بتلانا ہے، اور یہ بھی کہ اگر کوئی مقتداء اور عالمِ دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مطابق عمل پر اکتفاء کرے، اور اس میں مصلحت سمجھے، تو یہ بھی سنت کے موافق ہے۔

اور اس طرزِ عمل کو فضول سمجھنا اور اس طرح کی باتیں کرنا کہ اجتماع بہت چھوٹا اور مختصر ہوتا ہے اور باتیں بڑی اہم اور قیمتی ہوتی ہیں، مجمع بڑا ہونا چاہیے، وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح کی باتیں سنتِ مبارکہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل اور حقیقی سیرتِ طیبہ سے پوری طرح واقف نہ ہونے پر مبنی ہے۔

اقبال ٹریڈرز
ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں
بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

مقالات ومضامین
مولانا شعیب احمد

مصائب کے اسباب اور ان کا حل (قسط 2)

ایک مومن کے دکھ، مصیبت، پریشانی اور بیماری کے پیچھے اگر غور کیجیے تو چار عوامل میں سے عموماً کوئی نہ کوئی ایک وجہ ضرور کارفرما ہوا کرتی ہے۔ ذیل میں ہم ان چاروں عوامل پر قدرے وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں۔

(۱) مصیبت بطورِ آزمائش

انسان پر مصائب وآلام یا بیماریاں کبھی خدا کی طرف سے آزمائش بن کر آیا کرتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

”وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ“ (سورة البقرة، رقم الآية: ۱۵۵)

”اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے، ڈر سے اور بھوک سے اور مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے“ (بقرہ)

آیتِ مذکورہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پریشانی بسا اوقات انسان کے لیے امتحان اور آزمائش بن کر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو آزماتے ہیں کہ وہ مصیبت میں صبر کرتا ہے یا نہیں۔ صبر کرنے کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے انعام اور اجر وثواب کی بشارت دی گئی ہے، جس کا ذکر آئندہ کسی قسط میں باقاعدہ عنوان کے تحت ان شاء اللہ آئے گا۔

(۲) مصائب بلندیِ درجات کا سبب

بسا اوقات مسلمانوں پر اور بالخصوص نیک لوگوں پر جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کو ان کے درجات بلند کرنا مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی

بندہ کے درجہ کو بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ اسے جسمانی ، مالی یا اولاد سے متعلق کوئی تکلیف پہنچا دیتے ہیں۔جس پر وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے درجات کو بلند فرمادیتے ہیں۔

چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

" إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَنْزِلَةٌ، لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتَلَاهُ اللَّهُ فِي جَسَدِهِ، أَوْ فِي مَالِهِ، أَوْ فِي وَلَدِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ ابْنُ نُفَيْلٍ: ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذَلِكَ – ثُمَّ اتَّفَقَا – حَتَّى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى (سنن ابی داود ، رقم الحدیث : ۳۰۹۰ ، کتاب الجنائز ، باب الأمراض المکفرة للذنوب) [1]

''بے شک بندہ کے لیے جب اللہ کی طرف سے کوئی درجہ مقرر کر دیا جاتا ہے،اور پھر وہ اپنے عمل کے ذریعہ اس درجہ تک نہیں پہنچ پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کو جسم ، مال یا اولاد کی آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں۔پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے، یہاں تک کہ اُس درجہ کو پالیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کر رکھا تھا'' (ابوداود)

ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

" إِذَا سَبَقَتْ لِلْعَبْدِ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ، ابْتَلَاهُ اللهُ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ، ثُمَّ صَبَّرَهُ حَتَّى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنْهُ "

(مسند احمد ، رقم الحدیث : ۲۲۳۳۸) [2]

''جب اللہ کی طرف سے کسی بندہ کے لیے کوئی مرتبہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور پھر وہ بندہ اس درجہ کو اپنے عمل سے نہیں پاسکتا تو اللہ اس کو جسم ، مال یا اولاد کی آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں۔پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے جو اس کے لیے مقرر ہوا ہوتا ہے'' (مسند احمد)

---

[1] حکم الألبانی:صحیح " (حاشیة سنن ابی داود)

[2] قال شعیب الأرنؤوط : حسن لغیرہ (حاشیة مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض پریشانیاں انسان کے درجات اورمرتبے کی بلندی کے لیے پیش آتی ہیں۔انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اوراولیائے عظام رحمہم اللہ کی پریشانیاں اور مصیبتیں عموماً انہی دوقبیل میں سے ہوا کرتی ہیں۔

(۳)مصائب کے ذریعہ گناہوں کا کفارہ

متعدداحادیث میں یہ مضمون بھی بیان کیا گیا ہے کہ بسا اوقات مصیبت گناہوں کے کفارہ کی شکل میں پیش آتی ہےاوراس کے ذریعہ سے مومنین کے گناہوں کومٹادیا جاتا ہے۔چنانچہ صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ:

”مَا مِنْ شَيْءٍ يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ حَتَّى الشَّوْكَةِ تُصِيبُهُ، إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ“ (صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۵۷۲، كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه)

”مومن کوجوبھی مصیبت پہنچتی ہے، یہاں تک کہ اگرایک کانٹا بھی چبھے تو بدلے میں اللہ اس کے لیےنیکیاں لکھتے ہیں اوراس کے گناہوں کومٹاتے ہیں“(مسلم)

صحیح مسلم میں ہی اس سے اگلی حدیث یوں ہے:

”مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَصَبٍ، وَلَا نَصَبٍ، وَلَا سَقَمٍ، وَلَا حَزَنٍ حَتَّى الْهَمِّ يُهَمُّهُ، إِلَّا كُفِّرَ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ (صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۵۷۳، كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه)

”جس مومن کوبھی درد،تھکن، بیماری یا کوئی غم پہنچتا ہےحتیٰ کہ اگرکوئی(معمولی)فکربھی لاحق ہوتی ہےتواس کے ذریعےاس کی خطائیں مٹائی جاتی ہیں“(مسلم)

ایک اورحدیث میں یہ مضمون نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:

”مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ“ (سنن الترمذي، رقم الحديث: ۲۳۹۹، أبواب الزهد، باب ما

جاء فی الصبر علی البلاء) [1]

''مومن بندے یا مومن عورت کو مسلسل اپنی جان،اولاد اور مال کے باب میں مصائب پہنچتے رہتے ہیں، یہاں تک وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی خطا نہیں ہوتی (ترمذی)

ایک دوسری روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

" إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوبُ الْعَبْدِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يُكَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ، ابْتَلَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ "(مسند احمد ، رقم الحديث : ٢٥٢٣٦) [2]

''جب بندے کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور اس کے پاس گناہوں کا کفارہ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو تو اللہ عزوجل اسے غم میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ کریں''(مسند احمد)

ایک اور روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے کہ:

" مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللَّهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ، كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ " (صحيح البخارى ، رقم الحديث : ٥٦٤٧ ، كتاب المرضى ، باب ما جاء فى كفارة المرض)

''جس مسلمان کو بھی کوئی اذیت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں ایسے جھاڑ دیتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں''(بخاری)

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ:

" فَمَا يَبْرَحُ البَلَاءُ بِالعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ" (سنن الترمذى ، رقم الحديث : ٢٣٩٨ ، أبواب الزهد ، باب ما جاء فى الصبر على البلاء) [3]

---

[1] حكم الألبانى:حسن صحيح (حاشية سنن الترمذى)

[2] قال الهيثمى:" رواه أحمد، والبزار، وإسناده حسن " (مجمع الزوائد ، ج : ١٠ ص : ١٩٢ ، كتاب التوبة ، باب الحزن كفارة)

[3] حكم الألبانى : صحيح (حاشية سنن الترمذى)

”بندہ پر مسلسل مصائب آتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اس کو چھوڑتے ہیں تو بندہ زمین پر ایسے حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی خطا نہیں ہوتی“ (ترمذی)

صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”لَمَّا نَزَلَتْ ”مَنْ يَعْمَلْ سُوئًا يُجْزَ بِهِ“ بَلَغَتْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَبْلَغًا شَدِيدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَارِبُوا، وَسَدِّدُوا، فَفِي كُلِّ مَا يُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ كَفَّارَةٌ، حَتَّى النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا، أَوِ الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا“ (صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۵۷۴، كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض)

”جب (سورہ نساء کی) یہ آیت نازل ہوئی ”جو کوئی بھی برا عمل کرے گا تو اس کا بدلہ اسے دیا جائے گا“ تو مسلمانوں کو اس سے بڑا خوف لاحق ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور راہِ راست پر رہو۔ پس مسلمان کو جو کوئی مصیبت بھی پہنچتی ہے تو وہ اس (کے گناہوں) کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جو ٹھوکر اسے لگتی ہے یا کوئی کانٹا اسے چبھتا ہے تو وہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے (مسلم)

اسی طرح کی ایک روایت کتبِ حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ اس میں یوں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ:

”يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ الصَّلَاحُ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ: ”لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوئًا يُجْزَ بِهِ“ فَكُلُّ سُوءٍ عَمِلْنَا جُزِينَا بِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَفَرَ اللهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، أَلَسْتَ تَمْرَضُ؟ أَلَسْتَ تَنْصَبُ؟ أَلَسْتَ تَحْزَنُ؟ أَلَسْتَ تُصِيبُكَ اللَّأْوَاءُ؟ قَالَ: بَلَى . قَالَ: فَهُوَ مَا تُجْزَوْنَ بِهِ (مسند احمد، رقم الحديث: ٦٨) [1]

[1] قال شعيب الأرنؤوط: حديث صحيح بطرقه وشواهده (حاشية مسند احمد)

’’اے اللہ کے رسول اس آیت:

’’نہ تمہاری آرزؤں پر(کامیابی کا)مدار ہے اور نہ اہلِ کتاب کی تمناؤں پر، بلکہ جو کوئی بھی برا عمل کرے گا تو اس کا بدلہ اسے دیا جائے گا‘‘

کے بعد درستگی کیسے ہوسکتی ہے؟ کیونکہ جو برائی بھی ہم کریں گے اس کا بدلہ ہمیں دیا جائے گا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے ابو بکر! کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم تھکتے نہیں؟ کیا تم غمگین نہیں ہوتے؟ اور کیا تمہیں تکالیف نہیں پہنچتیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں۔تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ پس ان کے ذریعہ سے تمہیں بدلہ دے دیا جاتا ہے‘‘(مسند احمد)

اس تمام تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماریاں، تکالیف، آلام اور مصائب دے کر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے گناہوں کا کفارہ کرتے رہتے ہیں۔

ایک اور صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

’’كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ، فَقَالَ: تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ، فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ‘‘

(صحيح مسلم، رقم الحديث: ۴۱۔ ۱۷۰۹، كتاب الحدود، باب الحدود كفارات لأهلها)

’’ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے۔تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ سے ان باتوں پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے اور کسی جان کو ناحق قتل بھی نہیں کرو گے۔تو جس نے یہ وعدہ وفا کیا تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔اور جس نے ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا تو اسے(دنیا میں مصائب وآلام کی شکل میں)سزا دی جائے گی جو اس کے لیے کفارہ ہو جائے گی۔اور

جس نے ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا اور اللہ نے اس کا پردہ رکھ لیا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ چاہے تو معاف کرے اور چاہے تو عذاب دے‘‘(مسلم)

یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک مسلمان کو دنیا میں پیش آنے والے مصائب و آلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کبھی اس کے گناہوں کا کفارہ کردیا کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت اور ذرہ نوازی ہے کہ مصائب کے ذریعہ سے ہمارے گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ کردیا جاتا ہے۔

(جاری ہے............)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر و افطار (برائے راولپنڈی و اسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ:

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

www.idaraghufran.org

بسلسلہ : تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ محرم: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ محرم ۸۵۰ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ شیخ الاسلام شمس الدین محمد بن علی بن محمد بن یعقوب بن محمد قایاتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۵۴)

□......ماہِ محرم ۸۵۲ھ: میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن خضر بن احمد بن عثمان بن کریم الدین عثمانی قصوری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۶)

□......ماہِ محرم ۸۵۳ھ: میں حضرت جمال الدین احمد بن یوسف دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین محمد بن محمد الغزی ،ج۲،ص ۱۱۶)

□......ماہِ محرم ۸۵۵ھ: میں روم کے بادشاہ سلطان مراد بن محمد بن بایزید بن مراد بن عثمان عثمانی کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۷۵)

□......ماہِ محرم ۸۵۵ھ: میں حضرت جمال الدین عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن یوسف بن ہشام حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۲۱)

□......ماہِ محرم ۸۵۹ھ: میں حضرت ابوالفتح شرف الدین محمد بن ابی بکر بن حسین بن عمر بن محمد بن یونس بن ابوالفخر بن عبدالرحمٰن عثمانی مراغی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۴۰)

□......ماہِ محرم ۸۶۴ھ: میں حضرت برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن عباد بن محمد مقدسی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ لتقی الدین بن عبد القادر الغزی،ص۵۷)

□......ماہِ محرم ۸۶۶ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن یوسف شیبانی زبیدی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین محمد بن محمد الغزی ،ج۲،ص ۱۵۶)

□......ماہِ محرم ۸۶۸ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ بدرالدین حسن بن علی بن محمد بن علی حصنی حموی

حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۰۴)

☐...... ماہِ محرم ۸۶۹ھ: میں حضرت سراج الدین خلیل بن عبدالقادر بن غرس الدین حلبی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین محمد بن محمد الغزی ،ج ۱،ص ۱۹۳)

☐...... ماہِ محرم ۸۸۰ھ: میں حضرت شیخ الاسلام شمس الدین یحییٰ بن محمد بن ابراہیم بن احمد اقصرائی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۷۸)

☐...... ماہِ محرم ۸۸۸ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد عبدالمعطی بن احمد بن عبدالمعطی بن مکی مکی مالکی نحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج ۱،ص ۳۷۲)

☐...... ماہِ محرم ۸۹۰ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ محبّ الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمود بن غازی ثقفی حلبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۷۱)

☐...... ماہِ محرم ۸۹۲ھ: میں حضرت اسماعیل بن عیسیٰ بن دولات بلکشہری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة لتقی الدین بن عبد القادر الغزی،ص ۱۸۰)

☐...... ماہِ محرم ۸۹۶ھ: میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن محمد بن محمد بن عمر بن عطیہ بن یوسف بن جمیل لقانی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۲۹)

☐...... ماہِ محرم ۸۹۸ھ: میں حضرت فاطمہ بنتِ عبدالقادر بن محمد بن عثمان حلبیہ حنفیہ رحمہا اللہ کی ولادت ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین محمد بن محمد الغزی ،ج ۲،ص ۲۳۵)

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ (حصہ دوم)

''مولانا عبیداللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکر ولی اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' تالیف
اور متعدد اہلِ علم واہلِ فکر حضرات کے متعلق ایک کتاب اور مضمون میں درج شدہ بعض
تنقیدات، اعتراضات ومغالطات اور الزامات کے جوابات، تنقیحات وتوضیحات
اور مولانا سندھی صاحب وغیرہ کے بعض افکار پر کلام

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

www.idaraghufran.org

عہدِ تابعین وتبع تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج

صحابۂ کرام سے بلاواسطہ حدیث وفقہ کا علم حاصل کرنے والی تابعین کی ایک بڑی جماعت نے، عالمِ اسلام کی مشہور ومعروف درسگاہوں مکۃ المکرّمہ، مدینۃ المنورہ، بصرہ اور کوفہ کے علاوہ بغداد، ملکِ شام، مصر، یمن، قیروان اور اندلس کے علاقوں کی طرف دین کی ترویج واشاعت کے لیے بھی سفر کیا، جبکہ بعض حضرات نے سرزمینِ ہند کی طرف بھی سفر کیا، اور یہیں پر مدفون ہوئے۔

مجتہدین ومفتیین تابعین کی اس جماعت نے ان علاقوں میں اپنے اپنے حلقۂ درس قائم کیے، حدیث وفقہ کی تدوین وترویج میں شاندار کردار ادا کیا، اور دینِ اسلام کی روشن شمعوں کو ان علاقوں میں بلند کیا، چونکہ اس جماعت نے صحابۂ کرام سے بلاواسطہ ان دینی علوم کو حاصل کیا تھا، اس لیے ان سے علم استفادہ حاصل کرنے والے ان علاقوں کے لوگ اتباعِ تابعین اور ان کے شاگرد کہلائے۔

ذیل میں ان علاقوں میں فقہ کی تدوین وترویج کا سہرا جن حضرات کے سر جاتا ہے، ان کے مختصر نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

ملکِ شام کے شیوخ وامام

ملک شام میں تابعین میں سے درج ذیل حضرات فقہ وفتاویٰ نمایاں مقام رکھتے تھے۔

(1)...... ابو ادریس خولانی (2)...... شرحبیل بن سمط (3)...... عبداللہ بن ابی زکریا خزاعی (4)...... قبیصہ بن ذُویب خزاعی (5)...... حبان بن امیہ (6)...... سلیمان بن حبیب محاربی (7)...... حارث بن عمیر زبیدی (8)...... خالد بن معدان (9)...... عبدالرحمٰن بن غنم اشعری (10)...... جبیر بن نفیر (11)...... عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر

(12)......مکحول شامی (13)......عمر بن عبدالعزیز (14)...... رجاء بن حیوۃ (15)......حدیر بن کریب۔

اوراسی طبقہ میں خلافت سے پہلے ''عبدالملک بن مروان'' کا بھی شمار تھا۔ [1]

اس کے بعدان حضرات کے تلامیذ اوراصحاب میں سے درجِ ذیل حضرات کانام نامی تھا۔

(1)......قاضی یحییٰ بن حمزہ (2)......عبدالرحمٰن بن عمرواوزاعی (3)......اسماعیل بن ابی مہاجر (4)......سلیمان بن موسیٰ اموی (5)......سعید بن عبدالعزیز (6)......مخلد بن حسین (7)......ولید بن مسلم (8)......عباس بن یزید (امام اوزاعی کے شاگرد) (9)......شعیب بن اسحاق (امام ابوحنیفہ کے شاگرد) (10)......ابواسحاق فزاری (عبداللہ بن مبارک کے شاگرد) [2]

مصر کے شیوخ وامام

اہلِ مصر نئے پیش آمدہ مسائل وحوادث میں ان بزرگوں کے فتاویٰ پرعمل کیا کرتے تھے۔

---

[1] هو عبد الملک بن مروان بن الحکم بن أبی العاص بن أمیة، أبو الولید، المدنی الدمشقی .من أعاظم الخلفاء ودهاتهم .کان فقیها واسع العلم .روی عن أبیه وعثمان ومعاویة وجابر وأبی هریرة وأم سلمة وغیرهم .وعنه ابنه محمد وعروة بن الزبیر والزهری وخالد بن معدان وغیرهم، واستعمله معاویة علی المدینة وهو ابن 16سنة .وانتقلت إلیه الخلافة بعد موت أبیه وظهر بمظهر القوة، واجتمعت علیه کلمة المسلمین بعد مقتل مصعب وعبد الله ابنی الزبیر فی حربهما مع الحجاج الثقفی، ونقلت فی أیامه الدواوین من الفارسیة والرومیة إلی العربیة، وهو أول من صک الدنانیر فی الإسلام، وکان عمر بن الخطاب قد صک الدراهم .وذکره ابن حبان فی الثقات (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج٢٠، ص ٣٥٦، تحت الترجمة: عبدالملک بن مروان، ٢٦ ـــ ٨٦ هجری)

[2] وکان من المفتین بالشام أبو إدریس الخولانی، وشرحبیل بن السمط، وعبد الله بن أبی زکریا الخزاعی، وقبیصة بن ذؤیب الخزاعی، وحبان بن أمیة، وسلیمان بن حبیب المحاربی، والحارث بن عمیر الزبیدی، وخالد بن معدان، وعبد الرحمن بن غنم الأشعری، وجبیر بن نفیر ثم کان بعدهم عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر، ومکحول، وعمر بن عبد العزیز، ورجاء بن حیوة، وکان عبد الملک بن مروان یعد فی المفتین قبل أن یلی ما ولی، وحدیر بن کریب.ثم کان بعدهم یحیی بن حمزة القاضی، وأبو عامر عبد الرحمن بن عمرو الأوزاعی، وإسماعیل بن أبی المهاجر، وسلیمان بن موسی الأموی، وسعید بن عبد العزیز، ثم مخلد بن الحسین، والولید بن مسلم، والعباس بن یزید صاحب الأوزاعی، وشعیب بن إسحاق صاحب أبی حنیفة، وأبو إسحاق الفزاری صاحب ابن المبارک (اعلام الموقعین، ج ا، ص ٢١، ٢٢، فصل: فقهاء الشام)

(1)...... یزید بن ابی حبیب (2)...... بکیر بن عبداللہ (3)...... لیث بن سعد

(4)......عبیداللہ بن ابی جعفر (5)......عمرو بن حارث۔ [1]

اس طبقہ کے بعد امام مالک کے تلامذہ میں سے درجِ ذیل حضرات اہلِ فقہ وفتاویٰ تھے۔

(1)......عبداللہ بن وہب (2)......عثمان بن کنانہ (3)......اشہب

(4)......ابنِ قاسم

اور امام شافعی کے تلامذہ میں سے درجِ ذیل حضرات مصر میں مرجع خلائق تھے۔

(1)......مُزنی (2)......بُویطی (3)......ابنِ عبدالحکم

ان حضرات کے بعد ان علاقوں میں عام طور پر فقہ شافعی اور فقہ مالکی رائج تھا۔ [2]

دوسرے مقامات میں

اسی طرح اس دور میں یمن، قیروان، اندلس اور بغداد وغیرہ میں بھی تابعین، اتباعِ تابعین اور ان کے اصحاب وتلامذہ کی ایک بڑی جماعت مسلمانوں کے دینی مسائل ومعاملات میں مرجع خلائق

---

[1] عمرو بن الحارث بن يعقوب بن عبد الله الأنصارى: العلامة، الحافظ، الثبت، أبو أمية الأنصارى، السعدى مولاهم، المدنى الأصل، المصرى، عالم الديار المصرية، ومفتيها، مولى قيس بن سعد بن عبادة.ولد: بعد التسعين، فى خلافة الوليد بن عبد الملك (سير اعلام النبلاء، ج٦، ص ٣٤٩، تحت الترجمة: عمرو بن الحارث بن يعقوب بن عبد الله الأنصارى)

عمرو بن حارث کے بارے میں ابنِ وہب فرمایا کرتے تھے کہ اگر عمرو بن حارث ہمارے درمیان زیادہ دنوں تک زندہ رہتے، تو ہم امام مالک وغیرہ کے محتاج نہ ہوتے۔

وقال ابن وهب: لو عاش لنا عمرو بن الحارث ما احتجنا معه إلى مالك ولا إلى غيره (اعلام الموقعين، ج ا ، ص ٢٢، فصل: فقهاء مصر)

[2] فى المفتين من أهل مصر: يزيد بن أبى حبيب، وبكير بن عبد الله بن الأشج، وبعدهما عمرو بن الحارث.

وقال ابن وهب: لو عاش لنا عمرو بن الحارث ما احتجنا معه إلى مالك ولا إلى غيره – والليث بن سعد، وعبيد الله بن أبى جعفر.

وبعدهم أصحاب مالك كعبد الله بن وهب، وعثمان بن كنانة، وأشهب، وابن القاسم على غلبة تقليده لمالك إلا فى الأقل، ثم أصحاب الشافعى كالمزنى والبويطى وابن عبد الحكم، ثم غلب عليهم تقليد مالك وتقليد الشافعى، إلا قوما قليلا لهم اختيارات كمحمد بن على بن يوسف، وأبى جعفر الطحاوى .

(اعلام الموقعين، ج ا ، ص ٢٢، فصل: فقهاء مصر)

www.idaraghufran.org

تھی،جن میں ''سحنون بن سعید، یحییٰ بن یحییٰ، عبدالملک بن حبیب، قاسم بن محمد (صاحب الوثائق)منذر بن سعید، مطرف بن مازن (قاضی صنعاء) عبدالرزاق بن ھمام، ھشام بن یوسف، محمد بن ثور، سماک بن الفضل، مسعود بن سلیمان، یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، عبید القاسم بن سلام، ابرھیم بن خالد الکلبی (ابوثور،امام شافعی کے تلمیذ) جیسی مجتہدین ومفتیین کی نامور جماعت شامل ہے،جن کے مکمل حالات کتبِ سیر سوانح میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ [1]

---

[1] [فقهاء القيروان]......وكان بالقيروان سحنون بن سعيد، وله كثير من الاختيار، وسعيد بن محمد الحداد.

[فقهاء الأندلس]......وكان بالأندلس ممن له شيء من الاختيار يحيى بن يحيى، وعبد الملك بن حبيب، وبقى بن مخلد، وقاسم بن محمد صاحب الوثائق، تحفظ لهم فتاو يسيرة، وكذلك مسلمة بن عبد العزيز القاضى، ومنذر بن سعيد، قال أبو محمد بن حزم: وممن أدركنا من أهل العلم على الصفة التى من بلغها استحق الاعتداد به فى الاختلاف مسعود بن سليمان، ويوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر.

[فقهاء اليمن]......وكان باليمن مطرف بن مازن قاضى صنعاء، وعبد الرزاق بن همام، وهشام بن يوسف، ومحمد بن ثور، وسماك بن الفضل.

[فقهاء بغداد]......وكان بمدينة السلام من المفتين خلق كثير، ولما بناها المنصور أقدم إليها من الأئمة والفقهاء والمحدثين بشرا كثيرا، فكان من أعيان المفتين بها أبو عبيد القاسم بن سلام، وكان جبلا نفخ فيه الروح علما وجلالة ونبلا وأدبا، وكان منهم أبو ثور إبراهيم بن خالد الكلبى صاحب الشافعى وكان قد جالس الشافعى وأخذ عنه، وكان أحمد يعظمه ويقول: هو فى سلاح الثورى (اعلام الموقعين، ج ۱، ص ۲۲، ۲۳)

آئینۂ احوال

(صفحات:780)

ماہ نامہ ''التبلیغ'' راولپنڈی میں

شائع ہونے والے معاشرت،اخلاقیات،معاملات اور سیاسیات

کے گرد گھومتے تجزیوں وتبصروں پر مشتمل اداریوں کا پہلا مجموعہ

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط42) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ حدیبیہ میں شرکت

احادیث اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، چنانچہ حدیبیہ کے مقام پر ہونے والی جہاد کی بیعت میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةً، فَبَايَعْنَاهُ وَعُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، وَهِيَ سَمُرَةٌ، وَقَالَ: بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ، وَلَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ (مسلم، رقم الحديث ٦٧"١٨٥٦")

ترجمہ: ہم صلح حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور یہ درخت کیکر کا تھا اور ہم نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہ ہوں گے، اور ہم نے موت پر بیعت نہیں کی تھی (مسلم)

جہاد کی اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے، اس کی تفصیل میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال بیت اللہ کی زیارت کے لئے چلے، آپ کا جنگ کا ارادہ نہ تھا، اور آپ کے ساتھ ستر عمرے کی قربانیاں تھیں، اور آپ کے ساتھ سات سو افراد تھے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عسفان کے قریب پہنچے تو بشر بن سفیان کعبی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قریش نے آپ کے آنے کی خبر سُن کر آپ کے مقابلہ کے لیے بہت فوجیں جمع کی ہیں، اور آپ کو بیت اللہ میں داخل ہونے سے روکنے کے وعدے کیے ہیں، اور خالد بن ولید بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر کراع غمیم

تک بڑھ آئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے قریش کو جنگوں نے کھالیا ہے، پھر جب اس پہاڑی پر پہنچے جس کی طرف سے لوگ مکہ میں اترتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگ کہنے لگے کہ اونٹنی اَڑ گئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹنی کی یہ عادت نہیں ہے، بلکہ اونٹنی کو اس نے روکا ہے جس نے اصحابِ فیل کو روکا تھا۔ پھر فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مکہ والے صلہ رحمی کو برقرار رکھنے کے لیے مجھ سے جو کچھ خواہش کریں گے، میں دے دوں گا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ سلم نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم فرمایا، لوگوں نے عرض کیا کہ کوئی پانی والی ایسی جگہ نہیں ہے، جہاں لوگ ٹھہر کر اپنی ضروریات پوری کر سکیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ایک صحابی کو دیا جنھوں نے اس تیر کو ایک کنویں میں رکھ دیا، فوراً پانی میں جوش آ گیا اور سب لوگ سیراب ہو گئے۔

پھر قریشِ مکہ نے عروہ بن مسعود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، عروہ نے کہا اے محمد! اگر تم قریش پر غالب آ گئے اور تم نے اپنی قوم کی بیخ کنی کر دی، تو کیا اس سے پہلے تم نے کسی کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنی ہی قوم کی جڑ کاٹی ہو، عروہ نے صحابۂ کرام کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو لعاب دہن منہ سے پھینکتے تھے تو زمین پر گرنے سے پہلے جس شخص کے ہاتھ لگ جاتا تھا وہ اس کو اپنے چہرہ پر مل لیتا تھا اور جو بال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گرتا تھا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے زمین پر گرنے سے پہلے اس کو لے لیتے تھے، جس کام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے تھے، ہر ایک دوسرے سے پہلے اس کے کرنے کو تیار ہو جاتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کے حاصل کرنے پر ہر شخص ایک دوسرے سے آگے بڑھتا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلام کرتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست آواز سے باتیں کرتے تھے، اور انتہائی عظمت کی وجہ سے تیز نظر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ دیکھتے تھے، یہ سب باتیں دیکھنے کے بعد عروہ واپس آیا اور قریشِ مکہ سے کہنے لگا اے قوم! میں بادشاہوں

کے پاس قاصد بن کر گیا ہوں۔ قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی رہا ہوں، لیکن میں نے کبھی کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے آدمی اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد کے ساتھی اس کی تعظیم کرتے ہیں، اللہ کی قسم جب محمد تھوک پھینکتے ہیں تو جس شخص کے ہاتھ وہ لگ جاتا ہے وہ اس کو اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے، اگر وہ کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو ہر ایک دوسرے سے پہلے اس کی تعمیل کرنے کو تیار ہو جاتا ہے، جس وقت وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے لوگ باہم لڑنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں ان کے سامنے کلام کرتے وقت سب آوازیں پست رکھتے ہیں، اور ان کی تعظیم کے لیے کوئی نظر اٹھا کر ان کی طرف نہیں دیکھتا، محمد نے تمہارے سامنے بہترین بات پیش کی ہے لہٰذا تم اس کو قبول کرلو۔

عروہ جب اپنا کلام ختم کر چکا تو قبیلہ بنی کنانہ کا ایک آدمی بولا، مجھے ذرا محمد کے پاس جانے کی اجازت دو، سب لوگوں نے اس کو اجازت دی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے ارادہ سے چل دیا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ نمودار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اس قوم میں سے ہے جو قربانی کے اونٹوں کی بہت عزت کرتی ہے، لہٰذا قربانی کے اونٹ اس کی نظر کے سامنے کردو، چنانچہ قربانی کے اونٹ اس کے راستے میں کر دیے گئے، اور لوگ لبیک کہتے ہوئے اس کے سامنے تھے، جب اس نے یہ حالت دیکھی تو کہنے لگا کہ ان لوگوں کو کعبہ سے روکنا کسی طرح مناسب نہیں، یہ دیکھ کر وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے بغیر واپس آ گیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا میں نے ان کے اونٹوں کے گلے میں عمرے کی قربانی کے ہار دیکھے ہیں اور میرے نزدیک مناسب نہیں کہ خانہ کعبہ سے ان کو روکا جائے۔

پھر قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، سہیل نے آ کر عرض کیا کہ ہمارے اور اپنے درمیان ایک صلح نام لکھئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا کہ لکھو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سہیل بولا ، اللہ کی قسم میں رحمٰن کو تو جانتا ہی نہیں؟
یہ نہ لکھو بلکہ جس طرح پہلے **باسمک اللھم** لکھا کرتے تھے وہی لکھو، مسلمان بولے اللہ کی قسم ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **باسمک اللھم** ہی لکھ دو، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ لکھو یہ صلح نامہ وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔
سہیل بولا ، اللہ کی قسم اگر ہم کو یہ یقین ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، تو پھر ہم کعبہ سے آپ کو نہ روکتے ، اور نہ آپ سے لڑتے ، اس لیے محمد رسول اللہ نہ لکھو بلکہ محمد بن عبداللہ لکھو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اگر چہ مجھے نہ مانو، لیکن اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صلح نامہ اس شرط پر ہے کہ تم لوگ ہم کو خانہ کعبہ کی طرف جانے دو تا کہ ہم طواف کرلیں، سہیل بولا اللہ کی قسم عرب اس کا چرچا کریں گے کہ ہم پر دباؤ ڈال کر مجبور کیا گیا، اس لیے اس سال نہیں، آئندہ سال یہ ہوسکتا ہے، کاتب نے یہ بات بھی لکھ دی، پھر سہیل نے کہا کہ صلح نامہ میں یہ شرط بھی ہونی چاہیے کہ جو شخص ہم میں سے نکل کر مسلمانوں سے مل جائے گا وہ خواہ مسلمانوں کے دین پر ہی ہو، لیکن مسلمان اس کو واپس ضرور کریں گے، مسلمان کہنے لگے، سبحان اللہ جو شخص مسلمان ہو کر آ جائے وہ مشرکوں کو کیسے دیا جا سکتا ہے؟
لوگ اسی گفتگو میں تھے کہ سہیل بن عمرو کا بیٹا ابو جندل بیڑیوں میں جکڑا ہوا آیا، جو مکہ کے نشیبی علاقہ سے نکل کر بھاگ آیا تھا، آتے ہی مسلمانوں کے سامنے گر پڑا، سہیل بولا محمد! یہ سب سے پہلی شرط ہے جس پر میں تم سے صلح کروں گا، اس کو تم ہمیں واپس دے دو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو ہم صلح نامہ مکمل نہیں لکھ پائے ہیں، سہیل بولا، اللہ کی قسم پھر میں کبھی کسی شرط پر صلح نہیں کروں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تو مجھے اجازت دے دو، سہیل نے کہا میں اجازت نہ دوں گا، ابو جندل بولے مسلمانو! میں

مسلمان ہوکر آ گیا پھر مجھے مشرکوں کو واپس دیا جائے گا، حالانکہ جو تکلیفیں میں نے ان کی طرف سے برداشت کیں وہ تم دیکھ رہے ہو، یہ واقعہ ہے کہ ابوجندل کو کافروں نے سخت عذاب دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہے؟ فرمایا ہوں، کیوں نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تو کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم حق پر ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تو ہم اپنے دین میں ذلت پیدا نہ ہونے دیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، اس کی نافرمانی نہیں کروں گا وہی میرا مددگار ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نے ہم سے نہیں کہا تھا کہ عنقریب ہم خانہ کعبہ پہنچ کر طواف کریں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ تو میں نے کہا تھا لیکن کیا تم سے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال ہم وہاں پہنچ جائیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں یہ تو نہیں فرمایا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بس تم کعبہ کو پہنچو گے اور طواف کرو گے۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا ابوبکر! یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ضرور ہیں۔ میں نے کہا کیا ہم لوگ حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ضرور ہیں کیوں نہیں، میں نے کہا تو ہم اپنے دین میں ذلت پیدا نہ ہونے دیں گے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے کہ اے شخص! وہ ضرور اللہ کے رسول ہیں اپنے رب کی نافرمانی نہیں کریں گے وہی ان کا مددگار ہے ان کے حکم کے موافق عمل کر، اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا انہوں نے ہم سے نہیں کہا تھا کہ عنقریب ہم خانہ کعبہ پہنچ کر طواف کریں گے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بیشک، لیکن کیا انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال تم کعبہ میں پہنچو گے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں، ابوبکر بولے تو تم کعبہ کو پہنچ کر ضرور اس کا طواف کرو گے (مسند احمد، حدیث نمبر18910، ملخصا)

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

میزائل کا ایک نمونہ

پیارے بچو!ایک ادارہ تھا جو مختلف فنی چیزیں سکھانے کے حوالے سے بہت مشہور تھا۔بچوں کے ماں باپ گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنے بچوں کو اس ادارہ میں داخل کرواتے تھے اور ادارہ میں داخلے کے لیے کوئی امتحان بھی پاس کرنا ضروری نہیں تھا۔رجسٹریشن کروانے کے بعد وہاں داخلہ مل جایا کرتا تھا۔منصور کے والد نے اسے اس ادارہ میں داخل کروانا چاہا تاکہ وہ وہاں کچھ فنی چیزیں سیکھ سکے۔جلد ہی منصور کے والد نے اس کی رجسٹریشن کروالی۔

منصور اس ادارہ میں گیا۔پہلے ہی دن وہاں اس سے کہا گیا کہ وہ ایک میزائل کا نمونہ بنا کر دکھائے۔منصور نمونہ بنانے بیٹھا۔کچھ ہی دیر بعد اس نے نمونہ مکمل کرلیا۔اس نے بہت بڑے سائز کا میزائل تیار کرلیا تھا۔اس کے ایک جانب اس کا دوست ولید بیٹھا ہوا تھا جو کہ ایک کرین کا نمونہ بنا رہا تھا۔اس کا دوست جگہ کی تنگی کی وجہ سے بہت تنگ ہو رہا تھا۔ان دونوں نے ایک ہی ٹیبل تقسیم کی ہوئی تھی، جس پر بیٹھ کر وہ دونوں اپنے اپنے نمونے بنا رہے تھے۔ولید نے منصور سے کہا:

”مجھے تھوڑی جگہ دو! مجھے کھلی جگہ چاہیے۔“

منصور نے ولید کی اس بات کو نہیں سنا کہ وہ جگہ کا مطالبہ کر رہا ہے۔دراصل منصور اپنے کام میں اتنا مگن تھا کہ اسے اس کی بات کا پتا ہی نہیں چلا۔

”جگہ دو! جگہ دو!“ ولید زور زور سے چلایا۔غصے کی وجہ سے وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا تھا کیونکہ منصور اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو رہا تھا۔لیکن منصور تھوڑا سا کھسک گیا۔ولید کے سامنے اتنی جگہ نہیں تھی جس میں وہ آرام سے اپنا کام کر سکے۔وہ غصے میں اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا اور منصور کا سارا سامان ٹیبل سے نیچے گرادیا اور کہا:

”کیا اب آپ مجھے سننے کی زحمت کر سکتے ہو؟“

استاذ احمد ان کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ کیا ہوا۔ان میں سے ہر ایک تنگ دکھائی دے رہا

تھا۔استاذ نے دیکھا کہ زمین پر سارا سامان بکھرا ہوا ہے۔انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ ولید منصور کے اوپر چیخ رہا ہے۔استاذ احمد کافی ذہین تھے انہوں نے مزید وقت اس پر نہ لگایا کہ وہ معاملہ کو اور سمجھنے میں وقت لگائیں۔منصور نے استاذ سے کہا:

’’ولید نے میرا سارا ا سامان زمین پر گرادیا ہے۔میں اپنا کام کررہا تھا، پتا نہیں اس نے ایسا کیوں کیا۔میں نے تو اسے کچھ بھی نہیں کہا تھا یہاں تک کہ میں نے اس کی کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔‘‘

ولید نے بھی بات کاٹتے ہوئے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی اور کہا:

’’اس نے ساری جگہ گھیری ہوئی تھی اور مزے سے کام میں لگا ہوا تھا۔میرے لیے اس نے کوئی جگہ نہ چھوڑی جس پر میں کام کرسکوں، میں نے اسے کئی مرتبہ کہا کہ وہ تھوڑی سی جگہ دے لیکن اس نے سنی ان سنی کردی۔پھر میں کرتا بھی تو کیا کرتا؟‘‘

استاذ احمد نے صبر کے ساتھ دونوں کی بات کو سنا اور دونوں سے کہا:

’’اچھا تو تم دونوں کو جگہ چاہیے، لیکن یہ طریقہ صحیح نہیں ہے جس طرح آپ دونوں جگہ مانگ رہے ہیں۔ہمیں چاہیے کہ اپنے دوستوں سے پیار اور آرام سے بات کریں۔چلو اب دیکھتے ہیں کہ کیسے ہم جگہ تقسیم کریں پھر بنا کسی مشکل اور تنگی کے ہمارے لیے کام کرنا آسان ہوجائے گا۔‘‘

منصور کو یہ سن کر بہت خوشی ہوئی ،اور اس نے کہا’’میرے پاس ایک تجویز ہے اگر آپ اجازت دیں۔‘‘استاذ اور ولید کو سمجھ نہ آیا کہ منصور کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔استاذ احمد نے منصور سے کہا:

’’اچھا تو ہمیں بتاؤ کہ آپ کے دماغ میں کیا چل رہا ہے؟ کیسے آپ ولید کو جگہ کھلی کر کے دے سکتے ہو؟ ہم نہیں سمجھے کہ آپ کا کیا ارادہ ہے۔‘‘

منصور نے میزائل کے ٹکڑے زمین سے اکٹھے کیے پھر ایک ایک کر کے ساروں کو جوڑنا شروع کیا،اور کہا:

"اس کے بجائے کہ میں اس کو لٹا کر بناؤں میں اسے کھڑا کر کے بھی بنا سکتا ہوں اس طرح جگہ بھی کم گھیری جائے گی۔ منصور کو اب اپنی غلطی کا احساس ہو گیا، اس کو احساس ہوا کہ اسے ولید کے لیے کچھ جگہ چھوڑنی چاہیے تھی۔ ولید بہت خوش ہوا اور مسکراتے ہوئے بولا:

"اب میرے لیے جگہ بن گئی ہے" وہ اب پوری طرح راضی تھا۔ قبل اس کے کہ وہ اپنے کام میں مشغول ہوتا، اس نے منصور کا زمین پر گرا باقی سامان اٹھانے میں مدد کی۔ ولید کو اپنے برتاؤ پر افسوس تھا۔

دونوں نے ٹیبل پر اپنا اپنا نمونہ بنانا اور درست کرنا شروع کر دیا۔ دونوں ایک دوسرے کی مدد بھی کرنے لگے۔

پیارے بچو! اپنے کام میں مصروف ہونا چاہیے اور دوسروں کے کاموں میں دخل اندازی نہیں دینی چاہیے اور جب کبھی کسی دوسرے کو جگہ کی تنگی ہو تو جگہ فراہم کر دینی چاہیے۔ قرآن مجید میں بھی دوسروں کو جگہ دینے کا حکم آیا ہے۔

TOYOTA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA
GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313 / 0333-4410682
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph: 051- 5530500 / 5530555
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

بزمِ خواتین   (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط 30)   مفتی طلحہ مدثر

ایک سے زیادہ شادیاں کرنا (آخری حصہ)

معزز خواتین ! اب تک دوسری شادی کے بارے میں جتنی تفصیل ذکر کی گئی ہے، وہ اس کے سنت، جائز یا مستحب ہونے کے حوالے سے تھی، یا بالفاظ دیگر وہ اس کی فقہی تحقیق تھی، دوسری شادی کرنے پر اکثر ہمارے معاشرے میں جو ردِ عمل سامنے آتا ہے، اس ردِ عمل سے اس تحقیق کا کوئی تعلق نہیں ہے، آگے آنے والی سطور میں اسی ردِ عمل کے حوالے سے کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری شادی اور ہمارا ردِ عمل

ہمارے معاشرے میں جب کوئی شخص دوسری شادی کر لیتا ہے، تو اس کو کافی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تنقید بھی راقم نے بہت مہذب لفظ منتخب کیا ہے، ورنہ ایسے شخص کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے ، وہ صرف تنقید (Criticise) کے معنی میں فٹ نہیں بیٹھتا، بلکہ اس رویہ کے سامنے تنقید کا لفظ کافی چھوٹا ہے، چنانچہ ایسے شخص کے بارے میں عموماً یہ تصور دیا جاتا ہے، جیسے اس نے بہت ناانصافی یا ظلم کر دیا ہو، اس کی کردار کشی کی جاتی ہے، اس کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے، پہلی بیوی اور اس کے گھر والوں کی طرف سے دوسری بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، کوئی شخص کتنا ہی فاسق ، فاجر کیوں نہ ہو، اس کے سارے عیوب اور گناہ قابلِ برداشت ہوں گے، اور کوئی شخص کتنا ہی دیندار کیوں نہ ہو، اس کی دینداری کا بھرم اس وقت تک ہی قائم رہے گا، جب تک وہ دوسری شادی نہ کر لے، جیسے ہی وہ دوسری شادی کرے گا، اس کے سارے عیوب برداشت سے باہر ہو جائیں گے، اس کی ساری خوبیاں یک لخت ختم ہو جائیں گی، اور یہ شخص معاشرے کا بدنام ترین شخص بن جائے گا، ایسا ردِ عمل قطعاً ناجائز ہے، دوسری شادی کرنا بذاتِ خود کسی فقیہ، عالم، امام کے نزدیک ناجائز نہیں ہے، اس لیے ایک ایسا عمل جس کی اسلام نے اجازت دے رکھی ہو، اس عمل پر کیسے ملامت اور طعن و تشنیع کی جا سکتی ہے؟

اگر یہ کہا جائے کہ ہمارے معاشرے میں اکثر دوسری شادی کرنے والے لوگ ان حقوق اور قیود کا لحاظ نہیں رکھتے جو شریعت نے مقرر کی ہے،تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں تو اکثر خواتین اور مرد پہلی شادی کے بعد بھی شرعی ذمہ داریوں اور حقوق میں کوتاہی کرتے ہیں،ان کو یکسر نظرانداز کرتے ہیں،تو کیا اس طرزِ عمل کی وجہ سے پہلی شادی کرنے سے منع کیا جاتا ہے؟،یقیناً اس کا جواب نفی میں ہوگا، بلکہ شادی کرنے بعد اس طرح کی کوتاہی کرنے سے منع کیا جاتا ہے،تو پھر یہاں کس اصول کے تحت دوسری شادی سے منع کیا جاتا ہے،اور یہ عذرِ لنگ تو صرف ایک بہانہ ہے ،ورنہ معاشرے میں تو بیوہ ،اور طلاق یافتہ کے نکاح کے بارے میں بھی قابلِ نکیر رویہ سامنے آتا ہے، بھلا اس میں کونسی شرائط کی خلاف ورزی ہوتی ہے؟

لہٰذا ہمیں اس دوغلے اور منافقانہ رویہ کو چھوڑنا ہوگا،ایک طرف ہم ایک عمل کو سنت یا کم از کم جائز بھی قرار دے رہے ہیں،اور دوسری طرف اس عمل کو اختیار کرنے والے سے ایسا رویہ بھی اپنا رہے ہیں، جیسے اس نے معاذ اللہ علانیہ طور پر کسی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرلیا ہو،دوسری شادی کرنے والے پر،صرف دوسری شادی کی وجہ سے تنقید کرنا،اس کی عزت،آبرو میں زبان درازی کرنا،اس کو لعن طعن کرنا،اس کی کردارکشی کرنا ناجائز اور شدید ترین گناہ ہے،کیونکہ اس طرزِ عمل میں کسی مسلمان کو بغیر شرعی وجہ کے ایذا پہنچائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا (سورة الاحزاب ،۵۸)

ترجمہ:اور وہ لوگ جو ایذا پہنچاتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر اس کے کہ انہوں نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہو،تو انہوں نے اپنے سر بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ لے لیا ہے(احزاب)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا صریح گناہ ہے،اور کسی کو ایسے عمل پر ملامت یا تنقید کا نشانہ بنانا جس کو شریعت نے قابلِ ملامت نہیں قرار دیا،مسلمان کی ایذا کا سبب بنتا ہے جو جائز نہیں ہے۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی عزت کو بھی محترم قرار دیا ہے، چنانچہ خطبہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ:

فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا (صحيح بخاری، كتاب الحج ،باب الخطبة ايام منی،رقم الحديث ١٧٩٣)

ترجمہ: بے شک تمہارے خون ،تمہارے مال ،تمہاری عزتیں ،تم پر اسی طرح حرام ہیں، جیسے اس مہینے میں، اس شہر میں، اس دن کی حرمت ہے (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی عزت انتہائی قابلِ احترام ہے، اس لیے مسلمان کو کسی ایسے کام کی بنیاد پر عار دلانا، ملامت کرنا، یا اس کی عزت یا کردار کو ٹھیس پہنچانا ہرگز بھی جائز نہیں۔

اسی طرح تمام مسلمان جانتے ہیں کہ سود کتنا عظیم گناہ ہے، ہر مسلمان اس سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے، لیکن سب سے بڑا سود کسی مسلمان کی ہتکِ عزت اور آبرو ریزی کرنا ہے چنانچہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ (سنن ابو داؤد، كتاب الادب، باب فی الغيبة، رقم الحديث ٤٨٧٦)

ترجمہ: بدترین سود مسلمان کی عزت میں ناحق زبان درازی کرنا ہے (ابوداود)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں ہمیں اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہیے کہ کیا صرف دوسری شادی کرنے کی وجہ سے ہم دوسرے مسلمان کی کردار کشی نہیں کرتے؟ اس کو ملامت نہیں کرتے؟ اگر ایسا ہے، تو یہ احادیث یقیناً ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہیں۔

اگرچہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بعض حضرات دوسری شادی کا جو طریقہ اختیار کرتے ہیں وہ ان کی کردار کشی کا سبب بنتا ہے، کیونکہ وہ چوری چھپے دوسری شادی کرتے ہیں، جس کا گھر والوں کو علم نہیں ہوتا، پھر جب کچھ عرصہ بعد گھر والوں کو معلوم ہوتا ہے تو طوفان کھڑا ہو جاتا ہے، اور ایسے افراد خود اپنے لیے لوگوں کو تہمت کے مواقع فراہم کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا اعلان

کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے نکاح اور زنا میں فرق ہو، اور لوگوں کو علی الاعلان شادی کا علم ہو، جس سے اسی طرح کے مفاسد کا دروازہ بند کرنا مقصود ہے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو نظر انداز کیا جائے گا، تو مشکلات تو ہوں گی، لیکن اس کی ذمہ داری دوسری شادی کے مسئلہ پر نہیں ڈالی جاسکتی، بلکہ یہ مشکلات غلط طریقہ اختیار کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

اب تک جو گزارش کی گئی اس کا مقصد دوسرے شادی کرنے والے پر صرف دوسری شادی کی وجہ سے ہونے والے ردِعمل کی اصلاح تھی، جہاں تک بیوی کا تعلق ہے، تو فطری طور پر کوئی عورت شوہر کے معاملے میں شراکت برداشت نہیں کر سکتی، یہ فطری چیز ہے اس کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا، ایسا ممکن نہیں ہے کہ شوہر دوسری شادی کرنے کی اطلاع دے اور پہلی بیوی خوشی کے شادیانے بجائے، فطری طور پر جو جذبات ابھرتے ہیں، اس کا انسان مکلّف نہیں ہے چنانچہ آپ کو کسی روایت میں یہ نہیں ملے گا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی زوجہ سے نیا نکاح فرماتے تھے، تو دیگر ازواج خوش ہوتی تھیں بلکہ فطری طور پر ان کو رنجش ہوتی تھی، جو کہ قابلِ گرفت نہیں ہے، اصل مسئلہ اس ردِعمل کا ہے جو رنجش کی وجہ سے سامنے آتا ہے، کہ عموماً لڑ جھگڑ کر بیوی اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہے، لڑکی کے گھر والے شوہر سے حساب کتاب کرنے پہنچ جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ

یہ طرزِ عمل قطعاً غلط ہے، خواتین اس بات پر غور کریں کہ اگر شوہر اس رویہ سے تنگ آ کر طلاق دیدے یا دوسری بیوی کی طرف شدت سے مائل ہوجائے اور پہلی بیوی سے بالکل لاتعلق ہوجائے، تو شوہر کا کیا بگڑے گا، اصل نقصان تو بیوی کا ہوگا، اور اس نقصان کی ذمہ دار کون ہے ، ظاہر ہے اس کی ذمہ دار وہ خود ہوگی، اس نے خود ہی دوسری بیوی کے لیے میدان خالی چھوڑ دیا، تو جیت بھی میدان میں رہنے والے کی ہوگی نہ کہ بھاگنے والے کی۔

اس کے برعکس اگر اس صورتِ حال پر برداشت کا مظاہرہ کیا جائے، تو عین ممکن ہے کہ دوسری بیوی سے شوہر کو کسی بدخلقی یا کسی اور قسم کی شکایت ہوجائے، ایسی صورت میں اگر پہلے بیوی سے تعلقات معمول کے مطابق ہوں گے، تو وہ شدت کے ساتھ اس کی طرف راغب ہوگا، اور ساری زندگی دل میں پہلی بیوی کے حسنِ سلوک کا اعتراف کرے گا، گو زبان سے نہ کرے، (کیونکہ شوہر کے لیے

بیوی کی کسی خوبی کا کھلے دل سے اعتراف کرنا شیر کے منہ سے نوالہ چھیننے کے ہی مترادف ہوتا ہے) لٰہذا خواتین سے گزارش ہے کہ ایسی صورتحال کا اگر کسی خاتون کو سامنا کرنا پڑ جائے، تو برداشت سے کام لے، ازواجِ مطہرات کی سیرت سامنے رکھے، اور اگر شوہر کی کسی قسم کی حق تلفی کر رہی تھی یا اس کے حقوق میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی کر رہی تھی تو اس کا ازالہ کرے، اپنے گریبان میں بھی جھانکنے کی کوشش کرے کہ شوہر نے یہ اقدام کیوں اٹھایا، اور یہاں تک نوبت پہنچی ہی کیوں، اس لیے کہ ہمارے معاشرے میں شوہر دوسری شادی اس کے سنت یا مستحب یا جائز ہونے کی وجہ سے نہیں کرتا، بلکہ پہلی بیوی سے تنگ آ کر کرتا ہے (الا ماشاءاللہ)، نہ یہ کہ ایک ہنگامہ کھڑا کر دے، اور دوسری بیوی کے طلاق اور اس کو گھر سے نکالنے کے درپہ ہو جائے، اور اس طرح دوسروں کو اپنے اور شوہر سے متعلق باتیں بنانے کا موقع فراہم کرے، جن کا مقصد معاملات کا حل نہیں بلکہ اپنا دل بہلانا اور تفریحِ طبع کرنا ہوتا ہے، شریعت میں اس کی بالکل اجازت نہیں ہے کہ دوسری شادی کرنے والے کے ساتھ اس طرح کا رویہ اپنایا جائے۔

عدنان احمد خان
0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کا نبوی حکم

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ دُنْیَاہُ أَضَرَّ بِآخِرَتِہٖ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَہٗ أَضَرَّ بِدُنْیَاہُ، فَآثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنی دنیا سے محبت کی، تو اس نے اپنی آخرت کا نقصان کیا، اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی، تو اس نے اپنی دنیا کا نقصان کیا، پس تم ترجیح دو باقی رہنے والی آخرت کو، فنا ہونے والی دنیا پر (مسند احمد، حدیث نمبر 19697)

معلوم ہوا کہ دنیا سے محبت کرنے کے نتیجہ میں آخرت کا نقصان ایک لازمی سی بات ہے، اور اسی طرح آخرت سے محبت کے نتیجہ میں دنیا کا نقصان ہونا بھی ایک ظاہری بات ہے، جو کہ کبھی تو دشمن کے خوف وڈر سے، کبھی مال میں تو کبھی اولاد کی کمی کی صورت میں بھی دیکھنا پڑتا ہے، لیکن مومن کو اس قسم کے امتحانات پر صبر کرنے کی صورت میں بہترین اجر اور انعام واکرام سے بھی نوازے جانے کا وعدہ ہے، جو کہ ایک طرح سے دنیا کا بھی فائدہ ہے، یعنی اس کی دنیا کہ جس کو اس نے اپنی آخرت کے لیے قربان کیا، اور اپنی دنیاوی زندگی کو شریعت کے بتائے ہوئے سانچے میں ڈھال لیا، تو یہی دنیاوی زندگی بروزِ قیامت اس کے کام آئے گی، اور یہ عارضی اور فانی جسم والی زندگی اس کی نجات کا سبب بن جائے گی۔

عارف فوڈز

حاجی محمد عارف
0300-5131250
0315
0322-5503460
حاجی عمران

حاجی امجد
0300-5198823
0315
حاجی کامران
0321-5353160
0312

L-72 بالمقابل ملکوں کا قبرستان
ظفر الحق روڈ، راولپنڈی
051-5503326-5504434-5503460

گلی نمبر 64، بالمقابل چوہدری ڈینٹل کلینک
چاہ سلطان روڈ، امر پورہ، راولپنڈی
051-5502260-5702260

دنیاوی زندگی کی حقیقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، اِقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث 3013، ابواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ آل عمران)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑا (یا لاٹھی) رکھنے کی جگہ دنیا اور اس کی چیزوں سے بہتر ہے، اگر چاہو تو (سورہ آلِ عمران کی) یہ آیت پڑھ لو کہ:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ.

”پس جو شخص آگ سے بچا لیا گیا، اور جنت میں داخل کردیا گیا، تو بلاشبہ وہ کامیاب ہوگیا، اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکہ کا سامان (ترمذی، حدیث نمبر 3013)

مطلب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی اصل زندگی نہیں ہے، بلکہ اس کا اختتام موت پر ہونے والا ہے، اور اصل کامیابی آخرت کی ہے، جو جہنم سے بچنے اور جنت کی نعمت ملنے کی شکل میں حاصل ہوتی ہے، اس لیے دنیا کی زندگی سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی حَصِیْرٍ، فَأَثَّرَ فِیْ جَنْبِہٖ، فَلَمَّا اسْتَیْقَظَ، جَعَلْتُ أَمْسَحُ جَنْبَہٗ، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، أَلَا آذَنْتَنَا حَتّٰی نَبْسُطَ لَکَ عَلَی الْحَصِیْرِ شَیْئًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا لِیْ وَلِلدُّنْیَا؟ مَا أَنَا وَالدُّنْیَا؟ إِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ الدُّنْیَا کَرَاکِبٍ ظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس کے نشانات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر پڑ گئے تھے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو میں آپ کے پہلو پر ہاتھ پھیرنے لگا اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں حکم فرماتے کہ ہم اس چٹائی پر کچھ بچھا دیتے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا غرض، مجھے دنیا سے کیا مطلب، میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی سی ہے جو تھوڑی دیر ستانے (یعنی آرام کرنے) کے لیے کسی درخت کے سائے تلے ٹھہرا، پھر اسے چھوڑ کر چل پڑا (مسند احمد، حدیث نمبر 3709)

اس طرح کی احادیث سے دنیا کے ساتھ انسان کے تعلق پر روشنی پڑتی ہے، لہٰذا دنیا سے دل لگا کر اور دنیا سے دل لگی والے کاموں میں لگ کر آخرت کی قیمتی زندگی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہئے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنے کی ممانعت اور وعید

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ (سنن الترمذی، رقم الحديث 2315، ابواب الزهد،باب فيمن تكلم بكلمة يضحك بها الناس)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ویل ہے اُس شخص کے لئے جو کوئی جھوٹی بات لوگوں کو ہنسانے کے لئے کرے، اُس کے لئے ویل ہے، اُس کے لئے ویل ہے (ترمذی)

ویل درحقیقت جہنم کے انتہائی ذلت آمیز اور شدید عذاب کو کہا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہنسانے کی غرض سے جھوٹ بولنے والے کے لئے تین مرتبہ ویل کے عذاب کی وعید سنائی، جس سے دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ کے گناہ کا شدید عذاب اور ہلاکت کا باعث ہونا معلوم ہو، آج کل مختلف ذرائع ابلاغ پر دوسروں کو ہنسانے کے لئے خلافِ حقیقت اور جھوٹی باتیں کی جاتی ہیں، ذرائع ابلاغ پر دوسرے لوگوں کے جھوٹے خاکے بنا کر دوسروں کا تمسخر اور مذاق اڑایا جاتا ہے اور نعوذ باللہ ایسے پروگراموں کو قبولیت کی نظر سے دیکھا اور سُنا جاتا ہے، جبکہ شریعت کی نظر میں یہ حرکت سنگین گناہ ہے، اس لئے نہ تو ایسے پروگراموں کا حصہ بننا چاہئے، اور نہ ان کو دیکھنا، سُننا اور کسی طرح سے ان میں شرکت کرنی چاہئے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

انگوٹھی پہننے کا حکم (چوتھی و آخری قسط)

خلاصۂ کلام اور متعلقہ مسائل

اب تک جو بحث کی گئی، اس کا خلاصہ، اور چند متعلقہ مسائل ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

عورتوں کو سونے اور چاندی کی انگوٹھی پہننے کا حکم

مسئلہ نمبر 1......: عورتوں کو سونے اور چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، لیکن مرد حضرات کو سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں۔ [1]

مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننے کا حکم

مسئلہ نمبر 2......: مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، بلکہ بعض حضرات کی نزدیک مستحب ہے۔ [2]

---

[1] اتفق الفقهاء على أنه يجوز للنساء التختم بالذهب، ويحرم على الرجال ذلك ......واختلفوا فى تختم الصبى بالذهب: فذهب المالكية – فى الراجح عندهم – إلى أن تختم الصبى بالذهب مكروه، والكراهة على من ألبسه أو على وليه، ومقابل الراجح عند المالكية الحرمة .

ونص الحنابلة – وهو قول مرجوح للمالكية – على حرمة إلباس الصبى الذهب، ومنه الخاتم .وأطلق الحنفية هنا الكراهة فى التحريم، واستدلوا بحديث جابر رضى الله عنه قال: كنا ننزعه عن الغلمان ونتركه على الجوارى وذهب الشافعية فى المعتمد عندهم – وعبر بعضهم بالأصح – إلى أن الصبى غير البالغ مثل المرأة فى جواز التختم بالذهب، وأن للولى تزيينه بالحلى من الذهب أو الفضة، ولو فى غير يوم عيد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٣، مادة "تختم")

[2] ذهب الحنفية إلى أنه يجوز للرجل التختم بالفضة، لما روى أن النبى صلى الله عليه وسلم اتخذ خاتما من ورق، وكان فى يده، ثم كان فى يد أبى بكر رضى الله عنه، ثم كان فى يد عمر رضى الله عنه، ثم كان فى يد عثمان رضى الله عنه، حتى وقع فى بئر أريس .نقشه: محمد رسول الله .

وقالوا: إن التختم سنة لمن يحتاج إليه، كالسلطان والقاضى ومن فى معناهما، وتركه لغير السلطان والقاضى وذى حاجة إليه أفضل .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مردانہ انگوٹھی کے وزن کی مقدار

مسئلہ نمبر3......: جہاں تک مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی کے وزن اور اس کی مقدار کا تعلق ہے، تو بعض حضرات کے نزدیک ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم، یا ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ تک پہننا بلاکراہت جائز ہے، اور اس سے زیادہ مقدار پہننا مکروہ ہے۔

حنفیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ مذکورہ مقدار سے زیادہ کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، البتہ خلافِ سنت یا مکروہ ہے، جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جاچکی ہے۔

اور مالکیہ کے نزدیک دو درہم (یعنی چھ ماشہ اور دو رتی کے قریب) تک وزن کی انگوٹھی کا پہننا جائز ہے، اس سے زیادہ کا پہننا ناجائز ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وذهب المالكية إلى أنه لا بأس بالخاتم من الفضة، فيجوز اتخاذه، بل يندب بشرط قصد الاقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم ولا يجوز لبسه عجبا .

وقال الشافعية: يحل للرجل الخاتم من الفضة، سواء من له ولاية وغيره، فيجوز لكل لبسه، بل يسن .

وقال الحنابلة: يباح للذكر الخاتم من الفضة؛ لأنه صلى الله عليه وسلم اتخذ خاتما من ورق ،

قال أحمد في خاتم الفضة للرجل: ليس به بأس، واحتج بأن ابن عمر رضي الله عنهما كان له خاتم، وظاهر ما نقل عن أحمد أنه لا فضل فيه .وجزم به في التلخيص وغيره، وقيل: يستحب، قدمه في الرعاية .وقيل: يكره لقصد الزينة .جزم به ابن تميم .

وأما تختم الصبي بالفضة فجائز عند الفقهاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٢، مادة "تختم")

وذكر الإمام المحبوبي، وإن تختم بالفضة قالوا إن قصد به التجبر يكره، وإن قصد به التختم ونحوه لا يكره اهـ لكن سيأتي أن ترك التختم لمن لا يحتاج إلى الختم أفضل، وظاهره أنه لا يكره للزينة بلا تجبر ويأتي تمامه تأمل(رد المحتار على الدر المختار، ج٦،ص ٣٥٩،كتاب الحظر والإباحة،فصل في اللبس)

(قوله وترك التختم إلخ) أشار إلى أن التختم سنة لمن يحتاج إليه كما في الاختيار قال القهستاني :وفي الكرماني نهى الحلواني بعض تلامذته عنه، وقال :إذا صرت قاضيا فتختم وفي البستان عن بعض التابعين لا يتختم إلا ثلاثة :أمير، أو كاتب، أو أحمق وظاهره أنه يكره لغير ذي الحاجة لكن قول المصنف أفضل كالهداية وغيرها يفيد الجواز، وعبر في الدرر بأولى وفي الإصلاح بأحب، فالنهي للتنزيه وفي التتارخانية عن البستان :كره بعض الناس اتخاذ الخاتم إلا لذي سلطان وأجازه عامة أهل العلم، وعن يونس بن أبي إسحاق قال :رأيت قيس بن أبي حازم وعبد الرحمن بن الأسود والشعبي وغيرهم يتختمون في يسارهم وليس لهم سلطان ولأن السلطان يلبس للزينة والحاجة إلى الختم وغيره في حاجة الزينة والختم سواء فجاز لغيره وبه نأخذ اهـ فهو اختيار للجواز كما هو قول العامة، ولا ينافي أن تركه أولى لغير ذي حاجة فافهم .ومقتضاه أنه لا يكره لقصد الزينة والختم وأما لقصد الزينة فقط فقد مر فتدبر(رد المحتار على الدر المختار، ج٦،ص ٣٦١،كتاب الحظر والإباحة،فصل في اللبس)

اورحنابلہ کے نزدیک بھی ایک مثقال یااس سے زیادہ کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، جب تک کسی زمانے وعلاقے کے عرف وعادت سے زیادہ بڑی نہ ہو۔

اورشافعیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی کے جائز ہونے کی کوئی خاص مقدار، متعین نہیں، بلکہ جس زمانے اورعلاقے میں جس طرح کی انگوٹھی کا عرف ورواج ہو،اس کے مطابق پہننا جائز ہے،اورجس مقدارکوکسی عرف میں اسراف شمارکیا جاتا ہو،اس کی ممانعت ہے۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حنفیہ سمیت، اکثرفقہائے کرام کے نزدیک ایک مثقال یعنی ساڑھے

---

[1] وقال المالكية: يجوز للذكر لبس خاتم الفضة إن كان وزن درهمين شرعيين أو أقل، فإن زاد عن درهمين حرم .

ولم يحدد الشافعية وزنا للخاتم المباح، قال الخطيب الشربيني: لم يتعرض الأصحاب لمقدار الخاتم المباح، ولعلهم اكتفوا فيه بالعرف، أى عرف البلد وعادة أمثاله فيها، فما خرج عن ذلك كان إسرافا . . . هذا هو المعتمد، وإن قال الأذرعي: الصواب ضبطه بدون مثقال؛ لما فى صحيح ابن حبان وسنن أبى داود عن أبى هريرة أن النبى صلى الله عليه وسلم قال للابس الخاتم الحديد:

ما لى أرى عليك حلية أهل النار فطرحه وقال: يا رسول الله من أى شىء أتخذه؟ قال: اتخذه من ورق ولا تتمه مثقالا قال: وليس فى كلامهم ما يخالفه .وهذا لا ينافى ما ذكر لاحتمال أن ذلك كان عرف بلده وعادة أمثاله .

وقال الحنابلة: لا بأس بجعله مثقالا فأكثر؛ لأنه لم يرد فيه تحديد، ما لم يخرج عن العادة، وإلا حرم (قالوا) لأن الأصل التحريم، وإنما خرج المعتاد لفعله صلى الله عليه وسلم وفعل الصحابة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص٢٧، ٢٨، مادة "تختم")

الحديث حسن صحيح كذا قاله بعض المتأخرين وكأنه تعقب بذلك قول النووى إنه ضعيف والشبه بمعجمة مفتوحة فموحدة صنف من النحاس كلون الذهب، والحديث حجة فى كراهته وليس فى سياقه ما يقتضى تحريمه وكذا القول فى خاتم الحديد وجواز خاتم الفضة للرجال لا نزاع فيه واشتراط الوزن المذكور فى الحديث قال به جماعة من العلماء ومن أصحابنا أبو سعيد المتولى وغيره وصوبه الأذرعى وقال: ليس فى كلامهم ما يخالفه لكن الأوجه ضبطه بما لا يعد إسرافا فى العرف كما اقتضاه كلامهم وصرح به الخوارزمى وغيره فى الخلخال(الفتاوىٰ الفقهية الكبرىٰ، ج ١ ص ٢٦٢ ،كتاب الصلاة،باب اللباس)

لم يتعرض الأصحاب لمقدار الخاتم المباح اكتفاء بالعرف فالمرجع فى زنته إليه كما اقتضاه كلامهم وصرح به الخوارزمى وغيره فما خرج عنه كان إسرافا كما قالوه فى الخلخال للمرأة وإن قال ابن الرفعة ينبغى أن ينقص عن مثقال لخبر أبى داود أنه – صلى الله عليه وسلم – قال لرجل وجده لابس خاتم حديد ما لى أرى عليك حلية أهل النار فطرحه فقال يا رسول الله من أى شىء أتخذه قال من ورق ولا تتمه مثقالا اهـ وهذا الخبر ضعفه فى شرحى المهذب ومسلم وقال النسائى أنه منكر واستغربه الترمذى وإن صححه ابن حبان وحسنه ابن حجر وعلى تقدير الاحتجاج به فهو محمول على بيان الأفضل ويجوز تعدده اتخاذا ولبسا(فتاوىٰ الرملى، ج٢ ص٤٧،٤٨، كتاب الزكاة، باب زكاة النقد)

www.idaraghufran.org

چار ماشہ سے زیادہ چاندی کے وزن کی انگوٹھی پہننا گناہ وحرام نہیں، بلکہ جائز ہے، جب تک اسراف نہ ہو، البتہ بعض حضرات کے نزدیک ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ کی مکروہ تنزیہی ہے، اور جب ایسا ہے، تو اس طرح کی انگوٹھی کا بنانا اور فروخت کرنا بھی جائز ہے۔

لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی کا حکم

مسئلہ نمبر 4......: جہاں تک لوہے، تانبے اور پیتل وغیرہ کی انگوٹھی کا تعلق ہے، تو حنفیہ کے مشہور قول کی رو سے، ان دھاتوں کی انگوٹھیوں کا پہننا، مرد وعورت، دونوں کے حق میں مکروہ تحریمی ہے۔

جبکہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک ان دھاتوں کی انگوٹھیوں کا پہننا مکروہ ہے، بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے، البتہ بعض شافعیہ کے نزدیک مکروہ بھی نہیں۔

ملحوظ رہے کہ تانبا، جس کو عربی زبان میں ''نحاس'' اور انگریزی زبان میں ''Copper'' کہا جاتا ہے، ایک عمدہ نرم دھات ہے۔

اور پیتل جس کو عربی زبان میں ''نحاس أصفر'' اور انگریزی زبان میں ''Brass'' کہا جاتا ہے، یہ دراصل تانبا (Copper) اور جست یا زنک (Zinc) کے مجموعے سے بنایا جاتا ہے، جو تانبے کے مقابلے میں سستی اور ہلکی دھات شمار ہوتی ہے۔ [1]

---

[1] ذهب المالكية – في المعتمد عندهم – والحنابلة إلى أن التختم بالحديد والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء؛ لما روى أن رجلا جاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه خاتم شبه – نحاس أصفر – فقال له: إني أجد منك ريح الأصنام فطرحه. ثم جاء وعليه خاتم حديد فقال: ما لي أرى عليك حلية أهل النار فطرحه. فقال: يا رسول الله: من أي شيء أتخذه؟ قال: اتخذه من ورق ولا تتمه مثقالا.

وقال المالكية: إن التختم بالجلد والعقيق والقصدير والخشب جائز للرجال والنساء.

وقال الحنابلة: إنه يباح للرجل والمرأة التحلي بالجوهر والزمرد والزبرجد والياقوت والفيروز واللؤلؤ، أما العقيق فقيل: يستحب تختمهما به، وقيل: يباح التختم بالعقيق لما في رواية مهنا، وقد سئل الإمام أحمد: ما السنة؟ يعني في التختم، فأجاب بقوله: لم تكن خواتيم القوم إلا من الفضة. قال صاحب كشاف القناع: الدملج في معنى الخاتم.

واختلف الحنفية في التختم بغير الذهب والفضة.

والحاصل كما قال ابن عابدين: أن التختم بالفضة حلال للرجال بالحديث، وبالذهب والحديد والصفر حرام عليهم بالحديث، وبالحجر حلال على اختيار شمس الأئمة وقاضي خان أخذا من قول الرسول وفعله صلى الله عليه وسلم؛ لأن حل العقيق لما ثبت بهما ثبت حل سائر الأحجار لعدم الفرق بين

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فقہائے کرام کی اپنے سلسلے کی کتب میں ان کا حکم مذکور ہے۔

یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک مطلق کراہت کا محمل تنزیہی ہوا کرتا ہے۔

جبکہ حنفیہ کے نزدیک مطلق کراہت سے بعض صورتوں میں کراہتِ تحریمی مراد ہوا کرتی ہے،لیکن اگر کراہتِ تنزیہی کی تصریح ہو، یا دلیل کا تقاضا کراہتِ تنزیہی کا ہو،تو پھر اس کو کراہتِ تنزیہی پر محمول کیا جاتا ہے۔لہٰذا حنفیہ کے علاوہ دیگر حضرات نے جس صورت کو مکروہ قرار دیا، اس سے ''مکروہ تنزیہی'' ہونا مراد ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حجر وحجر، وحرام على اختيار صاحب الهداية والكافى أخذا من عبارة الجامع الصغير: ولا يتختم إلا بالفضة .فإنها يحتمل أن يكون القصر فيها بالإضافة إلى الذهب، ولا يخفى ما بين المأخذين من التفاوت .

واختلف الشافعية أيضا فى التختم بغير الذهب والفضة، وقد ورد فى المجموع طرف من هذا الخلاف، وهو: قال صاحب الإبانة: يكره الخاتم من حديد أو شبه – نوع من النحاس – وتابعه صاحب البيان، وأضاف إليهما الخاتم من رصاص، وقال صاحب التتمة: لا يكره الخاتم من حديد أو رصاص لحديث الواهبة نفسها، ففيه قوله للذى أراد تزوجها: انظر ولو خاتما من حديد .

وفى حاشية القليوبى: ولا بأس بلبس غير الفضة من نحاس أو غيره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٥ و ٢٦، مادة "تختم")

[1] أ -المكروه تحريما، وهو ما كان إلى الحرمة أقرب، بمعنى أن يتعلق به محذور دون استحقاق العقوبة بالنار كحرمان الشفاعة، وهو المحمل عند إطلاق الكراهة -عند الحنفية -لكنه عند الإمام محمد حرام ثبتت حرمته بدليل ظنى.

ب -كما تشمل المكروه تنزيها، وهو ما كان إلى الحل أقرب، بمعنى أنه لا يعاقب فاعله أصلا، لكن يثاب تاركه أدنى ثواب ، فيكون تركه أولى من فعله .ويرادف المكروه تنزيها (خلاف الأولى) وكثيرا ما يطلقونه أيضا.

فإذا ذكروا مكروها :فلا بد من النظر فى دليله:

أ -فإن كان نهيا ظنيا، يحكم بكراهة التحريم، إلا لصارف للنهى عن التحريم إلى الندب.

ب -وإن لم يكن الدليل نهيا، بل كان مفيدا للترك غير الجازم، فهى تنزيهية.

وبين المكروهين :تحريما وتنزيها (الإساءة) وهى دون المكروه تحريما، وفوق المكروه تنزيها .وتتمثل بترك السنة عامدا غير مستخف، فإن السنة يندب إلى تحصيلها، ويلام على تركها، مع لحوق إثم يسير.

وإذا كان الحنفية قد صرحوا بأن لفظ المكروه إذا أطلق فى كلامهم فالمراد منه التحريم، ما لم ينص على كراهة التنزيه.فإن المالكية نصوا على العكس، فإن الكراهة متى أطلقت لا تنصرف إلا للتنزيه.

وأما الشافعية والحنابلة فإنهم يطلقون (الكراهة) على ما يراد بالكراهة التنزيهية عند غيرهم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٩ ص ١٤٥ ، مادة "بيع منهى عنه)

پس اگر کوئی حنفیہ کے قول پر عمل کرے، تو اس کے لیے خالص لوہے، تانبے اور پیتل وغیرہ کی انگوٹھی پہننا ممنوع ہے، اور اس کو بنانا اور فروخت کرنا، ایک ممنوع کام میں تعاون لازم آنے کی وجہ سے کراہت سے خالی نہیں، اگرچہ اس کی آمدنی کو حرام نہ کہا جائے گا۔

لیکن حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے قول پر کوئی عمل کرے، تو اس کی بھی گنجائش ہے، جیسا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے حوالے سے گزرا، جس کی رو سے مذکورہ دھاتوں کی انگوٹھی کا مرد وعورت کے لیے پہننا اور بنانا وفروخت کرنا سب جائز ہے، تاہم اس سے اجتناب کرنا افضل ہے۔

انگوٹھی کے نگینے میں سونے کو جڑوانا

مسئلہ نمبر 5......: اگر چاندی وغیرہ کی انگوٹھی میں نگینے کی جگہ تھوڑا بہت سونا، جڑوالیا جائے، تو حنفیہ کے نزدیک، اس طرح کی انگوٹھی کا استعمال، مرد کے لیے جائز ہے، لیکن بعض دوسرے فقہاء، اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

لہٰذا اس طرح کی انگوٹھی کا بنانا اور فروخت کرنا بھی جائز ہوا۔ [1]

---

[1] وقيد المالكية الخاتم بأن لا يزيد على درهمين شرعيين.

وقيده الشافعية والحنابلة بأن لا يبلغ به حد الإسراف فلا يتجاوز به عادة أمثال اللابس.

وللحنابلة ثلاثة أقوال فى تحلى الرجال بالفضة فيما عدا الخاتم وحلية السلاح أحدها :الحرمة .والثانى: الكراهة، والثالث ما قاله صاحب الفروع :لا أعرف على تحريم لبس الفضة نصا عن أحمد وكلام شيخنا (يعنى ابن تيمية) يدل على إباحة لبسها للرجال إلا ما دل الشرع على تحريمه، أى مما فيه تشبه أو إسراف أو ما كان على شكل صليب ونحوه.

واستدلوا لذلك بالقياس على خاتم الفضة فإنه يدل على إباحة ما هو فى معناه، وما هو أولى منه، والتحريم يفتقر إلى دليل والأصل عدمه.

وذهب المالكية إلى تحريم حلى الفضة للرجال عدا الخاتم وحلية السيف والمصحف ولم نجد للحنفية تصريحا فى هذه المسألة.

وذهب الحنفية وهو المرجح عند الحنابلة إلى إباحة يسير الذهب فى خاتم الفضة للرجال شريطة أن يقل الذهب عن الفضة وأن يكون تابعا للفضة، وذلك كالمسمار يجعل فى حجر الفص.

والمعتمد عند المالكية أنه يكره(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٨ ص ١١١، مادة "حلى")

أجمع الفقهاء على تحريم استعمال حلى الذهب على الرجال لقوله صلى الله عليه وسلم :أحل الذهب والحرير لإناث أمتى، وحرم على ذكورها.

وظاهر كلام أحمد تجويز فص الخاتم من الذهب إن كان يسيرا، واختاره بعض الحنفية(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٢١ ص ٢٨٠، مادة "ذهب")

سونے، چاندی اور تانبے پیتل وغیرہ سے مرکب انگوٹھی کا حکم

مسئلہ نمبر 6......: جس انگوٹھی کے اندر پیتل یا تانبے کی مقدار کم ہو، اور چاندی کی مقدار زیادہ ہو، اس کا مرد وعورت دونوں کو پہننا، اور جس انگوٹھی کے اندر سونے کی مقدار زیادہ ہو، اور پیتل، تانبے وغیرہ کی مقدار کم ہو، اس کا عورت کو پہننا، حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، اور جس کا پہننا جائز ہے، اس کا بنانا اور فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ [1]

لوہے وغیرہ کی انگوٹھی پر چاندی کا پانی چڑھانے کا حکم

مسئلہ نمبر 7......: لوہے، پیتل یا تانبے وغیرہ پر اگر اس طرح چاندی کا خول، یا اس کا پانی چڑھا دیا جائے، یا پالش کردی جائے کہ اندر والی دھات نظر نہ آئے، تو حنفیہ کے نزدیک بھی ایسی انگوٹھی پہننا، مرد وعورت کے لیے مکروہ نہیں۔

اور جب ایسا ہے، تو اس طرح کی انگوٹھی کا بنانا اور فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ [2]

---

[1] ثم التختم سنة لمن يحتاج إليه كالسلطان والقاضی ومن فی معناهما ومن لا حاجة له إليه فتركه أفضل.
والسنة أن يكون قدر مثقال فما دونه ويجعل فصه إلى باطن كفه، بخلاف النساء لأنه للزينة فی حقهن دون الرجال، ويجوز أن يجعل فصه عقيقا أو فيروزجا أو ياقوتا أو نحوه، ويجوز أن ينقش عليه اسمه أو اسما من أسماء الله تعالى لتعامل الناس ذلك من غير نكير ولا بأس بسد ثقب الفص بمسمار الذهب لأنه قليل فأشبه العلم، ويكره التختم بالحديد والصفر للرجال والنساء لأنه حلية أهل النار وقد نهى عنه (الاختيار لتعليل المختار، ج۴، ص ۱۵۹، كتاب الكراهية، فصل استعمال الحرير والذهب)
أما إذا كانت مختلطة بالغش إن كان الغالب هو الفضة فكذلک الجواب لأن الغش مغمور مستهلک فيها(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ۱ ص ۲۶۵، كتاب الزكاة)
وإن كان الغش هو الغالب فحكمها حكم النحاس الخالص(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج۳ص ۳۲، كتاب الصرف،باب آخر منه أصل الباب)
فإن كانت الفضة فيها هی الغالبة بأن كان ثلثاها فضة وثلثها صفرا، أو كانت ثلاثة أرباعها فضة وربعها صفرا، ونحو ذلک – فحكمها حكم الفضة الخالصة(بدائع الصنائع، ج۵ ص ۱۹۶، كتاب البيوع، فصل فی شرائط جريان الربا فی البيع)

[2] قال: ولا بأس بمسمار الذهب يجعل فی الفص؛ يريد به المسمار ليحفظ به الفص، وإنما لا يكره ذلک؛ لأنه تابع للفص، ولأنه لا يتزين به فی العادة؛ لأنه لا يظهر ولا قليل، فصار كالقليل من الحرير، وقد ورد فی القليل من الحرير نص، وهو قدر أربعة أصابع.
وفی الفتاوی: ولا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد سوی عليه فضة، وألبس بفضة حتى لا يرى؛ لأن التزين يقع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

چاندی وغیرہ کی انگوٹھی پرسونے کا پانی چڑھانے کا حکم

مسئلہ نمبر8......: اگر چاندی کی انگوٹھی پرسونے کا پانی اس طرح چڑھالیا جائے کہ اس انگوٹھی کو جلانے وپگھلانے کے بعد، اس سے سونا برآمد نہ ہو، تو حنفیہ وجمہور فقہائے کرام کے نزدیک اس طرح کی انگوٹھی کا مرد کو پہننا بھی جائز ہے۔

اور جب ایسا ہے، تو لوہے، تانبے، یا پیتل یا کسی دوسری دھات وغیرہ کی انگوٹھی پر اس طرح مذکورہ طریقہ پرسونے کا پانی چڑھا کر مرد کو استعمال کرنا بھی جائز ہوگا، اور اس طرح کی انگوٹھی بنانا اور فروخت کرنا بھی جائز ہوگا، جیسا کہ پہلے گزرا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالفضة دون الحديد؛ لأن الحديد ليس بظاهر (المحيط البرهانی، ج۵ص ۳۴۹، كتاب الاستحسان والكراهية،الفصل الحادى عشر فى استعمال الذهب والفضة)

ولا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوى عليه فضة أو ألبس بفضة حتى لا يرى كذا فى المحيط.

ثم الحلقة فى الخاتم هى المعتبرة؛ لأن قوام الخاتم بها، ولا معتبر بالفص حتى أنه يجوز أن يكون حجرا أو غيره، كذا فى السراج الوهاج .ولا بأس بسد ثقب الفص بمسمار الذهب كذا فى الاختبار شرح المختار (الفتاوى الهندية، ج۵، ص ۳۳۵)

(فرع) لا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوى عليه فضة وألبس بفضة حتى لا يرى تتارخانية (قوله وحل مسمار الذهب إلخ) يريد به المسمار ليحفظ به الفص تتارخانية لأنه تابع كالعلم فى الثوب فلا يعد لابسا له هداية، وفى شرحها للعينى فصار كالمستهلك أو كالأسنان المتخذة من الذهب على حوالى خاتم الفضة، فإن الناس يجوزونه من غير نكير ويلبسون تلك الخواتم قال ط :ولم أر من ذكر جواز الدائرة العليا من الذهب بل ذكرهم حل المسمار فيه يقتضى حرمة غيره اهـ.

أقول :مقتضى التعليل المار جوازها ويمكن دخولها فى الفضة أيضا تأمل (رد المحتار على الدر المختار، ج۶، ص ۳۶۰، كتاب الحظر والإباحة،فصل فى اللبس)

(وحل) عند أبى حنيفة (استعمال المفضض) أى المرصع بالفضة وكذا المضبب، وهو المشدود بها (شرح النقاية، ج۴ص ۱۶۵، كتاب الكراهية)

[1] ذهب الحنفية والمالكية والشافعية فى الأصح إلى جواز استعمال الرجل ما مُوِّهَ بذهب أو فضة مما يجوز له استعماله من الحلى كالخاتم، إذا لم يخلص منه شيء بالإذابة والعرض على النار، لأن الذهب والفضة على هذه الصفة مستهلك فصار كالعدم وهو تابع للمموه.

وذهب الحنابلة وهو مقابل الأصح عند الشافعية إلى عدم جواز استعمال الأوانى المموهة بذهب أو فضة وإلى حرمة التمويه بهما .ويجوز عند الحنابلة تمويه غير الأوانى بالذهب أو الفضة بحيث يتغير اللون ولا يحصل من الذهب أو الفضة شيء إن عرض على النار (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۸ ص ۱۱۲، مادة"حلى")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پلاٹینیم یا پلاڈیم کی انگوٹھی کا حکم

مسئلہ نمبر 9......: جیسا کہ گزرا کہ تانبا (Copper) ایک عمدہ نرم دھات ہے، پیتل (Brass) دراصل تانبا (Copper) اور جست یا زنک (Zinc) کی بھرت سے بنایا جاتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مذهب الحنفية، وهو أحد قولين عند المالكية، أن الآنية المموهة بالذهب أو الفضة جائز استعمالها، لكن الحنفية قيدوا ذلک بما إذا كان التمويه لا يمكن تخليصه.

قال الكاساني: " وأما الأواني المموهة بماء الذهب والفضة، الذى لا يخلص منه شيء، فلا بأس بالانتفاع بهاء، والأكل والشرب وغير ذلک بالإجماع " .وأما ما يمكن تخليصه فعلى الخلاف السابق بين الإمام وصاحبيه فى مسألة المفضض والمضبب.

وعند الشافعية يجوز الاستعمال إذا كان التمويه يسيرا .

وعند الحنابلة أن المموه والمطلى والمطعم والمكفت كالذهب والفضة الخالصين .

أما آنية الذهب والفضة إذا غشيت بغير الذهب والفضة ففيها عند المالكية قولان .وأجازها الشافعية إذا كان ساترا للذهب والفضة، لفقدان علة الخيلاء(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١ ص ١١٩، مادة "آنية ")

ذهب الحنفية إلى أن الأواني المموهة بماء الفضة إذا كان لا يخلص منه شيء فلا بأس بالانتفاع بها فى الأكل والشرب وغير ذلک، وما يخلص منه شيء لا يحرم عند أبى حنيفة أيضا، ويكره عند أبى يوسف ومحمد فى الأشهر عنه، كالمضبب .

وللمالكية قولان فى المموه، كالقولين فى المضبب، وهما التحريم والكراهة، أو المنع والجواز.

واستظهر بعضهم الجواز نظرا لقوة الباطن .

والشافعية يرون جواز استعمال المموه بالفضة فى الأصح، لقلة المموه به، فكأنه معدوم.

والقول الثانى المقابل للأصح، أنه يحرم للخيلاء وكسر قلوب الفقراء.

فإن كثر المموه بحيث يحصل منه شيء بالعرض على النار حرم جزما، وإن كان لا يحصل منه شيء، فلا يحرم.

قال الشافعية: ولو اتخذ إناء من الفضة (أو الذهب) وموهه بنحاس ونحوه، فإن حصل منه شيء بالعرض على النار حل استدامته، وإلا فلا.

ومحل ما ذكر بالنسبة لاستدامته، أما الفعل فحرام مطلقا ولو على سقف أو جدار أو على الكعبة .

ومذهب الحنابلة أنه يحرم اتخاذ الإناء ونحوه، إذا كان مموها بذهب أو فضة، وكذا المطعم والمطلى والمكفت (الموسوعة الفقهيه الكويتية ، ج٣٢ص ١٦٦، ١٦٧، مادة "فضة ")

قال فى كافى الحاكم: وإذا اشترى لجاما مموها بفضة بدراهم أقل مما فيه أو أكثر فهو جائز؛ لأن التمويه لا يخلص ؛ ألا ترى أنه إذا اشترى الدار المموهة بالذهب بثمن مؤجل يجوز ذلک وإن كان ما فى سقوفها من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جہاں تک پلاٹینیم (Platinum) نام کی دھات کا تعلق ہے،تو یہ دراصل لوہے کی ایک سفید عمدہ قسم ہے،جس پر عموماً عام لوہے کی طرح، زنگ نہیں لگتا،اس کو عربی زبانی میں ''الفضة الصغیرۃ'' یعنی ''چھوٹی چاندی'' بھی کہا جاتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اس دھات کو عمدہ لوہے یا چاندی کا حکم حاصل ہے،اور جو انگوٹھی خالص پلاٹینیم کی ہو،اس کا مردو عورت کو پہننا جائز ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التمويه بالذهب أكثر من الذهب فى الثمن اهـ .والتمويه: الطلى .ونقل الخير الرملى نحوه عن المحيط، ثم قال: وأقول يجب تقييد المسألة بما إذا لم تكثر الفضة أو الذهب المموه .أما إذا كثر بحيث يحصل منه شىء يدخل فى الميزان بالعرض على النار يجب حينئذ اعتباره ولم أره لأصحابنا: لكن رأيته للشافعية وقواعدنا شاهدة به فتأمل اهـ(ردالمحتار، ج۵ص ۲۶۲، كتاب البيوع، باب الصرف)

والأظهر عبارة العينى وغيره وهى وهذا الاختلاف فيما يخلص وأما التمويه الذى لا يخلص فلا بأس به بالإجماع لأنه مستهلك فلا عبرة ببقائه لونا اهـ (ردالمحتار، ج۶ص ۳۴۴،كتاب الحظر والاباحة)

أما إذا عرف أنها تحترق وتهلك كان حكمها حكم النحاس الخالص(مجمع الانهر، ج۲ص ۱۲۰، كتاب الصرف)

وهذا إذا كان الذهب مما يخلص بالإذابة،فأما إذا كان مموها بماء الذهب والفضة فلا بأس به لأنه لا يخلص عند الإذابة(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج۳ص ۳۴۳، كتاب الإستحسان، باب آخر منه لا خلاف)

(وأما) الأوانى المموهة بماء الذهب والفضة الذى لا يخلص منه شىء فلا بأس بالانتفاع بها فى الأكل والشرب وغير ذلك بالإجماع وكذا لا بأس بالانتفاع بالسرج والركاب والسلاح والسرير والسقف المموه لأن التمويه ليس بشىء ألا يرى أنه لا يخلص؟ والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب(بدائع الصنائع، ج۵ص ۱۳۳، كتاب الإستحسان)

قال: (ويجوز الشرب فى الإناء المفضض والجلوس على السرير المفضض إذا كان يتقى موضع الفضة) أى يتقى فمه ذلك، وقيل يتقى أخذه باليد .وقال أبو يوسف: يكره، وقول محمد مضطرب، وعلى هذا الاختلاف والتفصيل السرج المفضض والكرسى، والإناء المضبب بالذهب

والفضة .لأبى يوسف أنه إذا استعمل جزئا من الإناء فقد استعمل كله فيكون مستعملا للذهب والفضة. ولأبى حنيفة أن الفضة فى هذه الأشياء تابعة والعبرة للمتبوع لا للتبع، وصار كالعلم فى الثوب ومسمار الذهب فى فص الخاتم، وعلى هذا اللجام المفضض والركاب والثفر، أما اللجام من الفضة والركاب فحرام لأنه استعمل الفضة بعينها فلا يجوز، ولا بأس بالانتفاع بالأوانى المموهة بالذهب والفضة بالإجماع، لأن الذهب والفضة مستهلك فيه لا يخلص فصار كالعدم(الاختيار لتعليل المختار، ج۴ص ۱۶۰، كتاب الكراهية، فصل استعمال الحرير والذهب)

قوله: (ويحل الشرب فى الإناء المفضض) بالضاد المعجمتين (والمضبب) بالضاد المعجمة، والبائين

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

کیونکہ اگر اس کو چاندی کا حکم حاصل ہو، تو چاندی کی انگوٹھی کے مرد اور عورت کے لیے جائز ہونے میں شبہ نہیں۔

اور اگر اس کو لوہے کا حکم حاصل ہو، تو بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک مرد وعورت کو لوہے کی انگوٹھی جائز ہے، لیکن مکروہ تنزیہی ہے، اور وہ بھی جبکہ اس پر زنگ اور بو پیدا ہوتی ہو، اور پلاٹینیم چونکہ لوہے کی عمدہ قسم ہے، جو زنگ وبو وغیرہ سے محفوظ رہتی ہے، اس لیے اس میں لوہے کی کراہت والی علت اور وجہ نہیں پائی جاتی۔

جہاں تک پلاڈیم (Palladium) کا تعلق ہے، یہ بھی ایک سفید عمدہ دھات ہے، جو پلاٹینیم کے مشابہ ہے، جس کو خام تانبے (Copper) اور نِکل یعنی زنک (Nickel) سے کشید کیا جاتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ پلاڈیم (Palladium) کی انگوٹھی کا حکم بھی پلاٹینیم کی انگوٹھی سے مختلف نہیں ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المنقوطتين من تحت بنقطة واحدة: بمعنى المشعب بالفضة.

قوله: (بشرط اتقاء موضع الفضة فى الكل) بأن يتقى موضعها بالفم فى الإناء، وقيل: بالفم واليد فى الأخذ، وفى غير الإناء يتقى موضع الجلوس.

قوله: (وكذا اللجام) يعنى وكذا يحل اللجام (المفضض، والركاب المفضض، والثغر المفضض) بشرط أن يتقى موضع الفضة عند الإمساك، ووضع الرجل، وكذا فى نصل السيف، أو السكين، أو قبضتهما، بشرط أن لا يضع يده على موضعها، وكذا حلقة المرآة، وكذا الثوب إذا كان فيه كتابة بذهب أو فضة، وهذا كله عند أبى حنيفة.

وقال أبو يوسف: يكره ذلك كله، ومحمد مضطرب.

قوله: (وهذا) أى هذا الحكم (مع التفصيل والخلاف فيما يخلص منه شيء عند الإذابة، فأما التمويه الذى لا يخلص منه شيء: فمباح مطلقاً) يعنى سواء اتقى موضع الفضة أو لا، لأنه مستهلك، فلا عبرة ببقائه لوناً(منحة السلوك فى شرح تحفة الملوك لبدرالدين العينى، ص ٤٠٠، ٤٠١، كتاب الكراهية)

فإن قيل فما الفرق بين الفضة المغلوبة وبين الغش المغلوب حتى اعتبرتم الفضة المغلوبة وأجريتم عليه أحكام الفضة إذا كانت تخلص منه ولم تعتبروا الغش المغلوب بل جعلتم كله فضة قلنا الفرق بينهما أن الفضة قائمة فى كثير الغش حقيقة حالا باللون ومآلا بالإذابة بخلاف الغش المغلوب فإنه لا يظهر حالا ولا يخلص مآلا بل يحترق وعلى هذا التفصيل الذهب المغشوش(تبيين الحقائق، ج ١ ص ٢٧٩، كتاب الزكاة، باب زكاة المال)

وائٹ گولڈ کی انگوٹھی کا حکم

مسئلہ نمبر 10......: ''وائٹ گولڈ'' (White Gold) یا ''سفید سونا'' دراصل زرد سونا ہی ہوتا ہے، جس پر پلاٹینیم (Platinum) نام کی دھات کی پالش کی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ سونا اوپر سے سفید شکل اختیار کر لیتا ہے، اور اس طرح وہ ''وائٹ گولڈ'' یا ''سفید سونا'' کہلاتا ہے۔

مذکورہ صورت میں چونکہ وہ اصل سونا ہی شمار ہوتا ہے، اس لیے اس پر سونے ہی کے احکام جاری ہوں گے، اور اس طرح کی انگوٹھی کا مرد کو پہننا جائز نہیں ہوگا، عورت کو پہننا جائز ہوگا۔

اسی طرح بعض اوقات اصل سونے کے ساتھ پلاڈیم نام کی دھات ملا کر اس کو ''سفید سونا'' یا ''وائٹ گولڈ'' بنایا جاتا ہے۔

اس صورت میں بھی، جبکہ سونے کی مقدار، دوسری دھات پر غالب ہو، اس کو سونے ہی کا حکم حاصل ہوتا ہے، اور مرد کو اس طرح کے ''وائٹ گولڈ'' کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس صورت میں اس دھات کے شامل ہونے کی حیثیت ایسی ہی ہوگی، جیسا کہ سونے میں ٹانکے وغیرہ کی غرض سے تانبے وغیرہ کو شامل کرنے کی ہوتی ہے۔

البتہ اگر پلاٹینیم یا پلاڈیم وغیرہ کی دھات کی مقدار زیادہ اور غالب ہو، اور سونے کی مقدار کم اور مغلوب ہو، تو پھر اس طرح کے مرکب مجموعے کا حکم پلاٹینیم یا پلاڈیم وغیرہ کی دھات کا ہوگا، جس کا حکم پہلے گزر چکا ہے۔ [1]

---

[1] س: انتشرت فی أوساط بعض الناس – خاصة الرجال – استعمال ما یسمی بالذهب الأبیض، ویصنع منه الساعات وخواتم وأقلام ونحوها، وبعد سؤال أصحاب الباعة ومشیخة الصاغة، أفادوا بأن الذهب الأبیض هو الذهب الأصفر المعروف، وبعد إضافته بمادة معینه تقدر بحوالی من 5– 10٪ لتغییر لونه من الأصفر إلی الأبیض، أو غیره من الألوان الأخری، مما یجعله یشابه المعادن الأخری، وقد کثر استعماله فی الآونة الأخیرة، والتبس حکم استعماله لدی کثیر من الناس، نرجو من سماحتکم تحریر الفتوی فی حکم استعماله أثابکم الله، وجزاکم الله عن الإسلام والمسلمین کل خیر.

ج: إذا کان الواقع ما ذکر، فإن الذهب إذا خلط بغیره لا یخرج عن أحکامه من تحریم التفاضل إذا بیع بجنسه ووجوب التقابض فی المجلس، سواء بیع بجنسه أو بیع بفضة أو نقود ورقیة، وتحریم لبسه علی الرجال وتحریم اتخاذ الأوانی منه وتسمیته ذهبا أبیض لا یخرجه عن تلک الأحکام(فتاوی اللجنة الدائمة – المجموعة الأولی، ج۲۴ ص ۱ ۶، کتاب الجامع ،اللباس والزینة، الفتوی رقم21867)

خالص پتھر یا پلاسٹک وغیرہ کی انگوٹھی کا حکم

مسئلہ نمبر 11......: خالص پتھر کی انگوٹھی، جس کا حلقہ بھی پتھر کا ہو، اس کے مرد وعورت کے لیے جائز اور ناجائز ہونے میں اختلاف ہے، بعض نے ناجائز ہونے کو اور بعض نے جائز ہونے کو ترجیح دی ہے۔ ہمارے نزدیک جائز ہونا راجح ہے۔

نیز حنفیہ کے نزدیک مرد وعورت کے لیے ہڈی یا پلاسٹک وغیرہ سے بنی ہوئی انگوٹھی کا پہننا بھی جائز ہے۔

اور اس طرح کی انگوٹھیوں کا بنانا اور فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ [1]

---

[1] ذهب جمهور الفقهاء إلى إباحة التختم بالعقيق للرجل.

وذهب بعض الحنابلة إلى استحبابه، وقال ابن رجب :ظاهر كلام أكثر الأصحاب أنه لا يستحب، وهو ظاهر كلام الإمام أحمد فى رواية منها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٣٠ص ٢٧٥، مادة "عقيق")

وقال المالكية :إن التختم بالجلد والعقيق والقصدير والخشب جائز للرجال والنساء .

وقال الحنابلة :إنه يباح للرجل والمرأة التحلى بالجوهر والزمرد والزبرجد والياقوت والفيروز واللؤلؤ، أما العقيق فقيل :يستحب تختمهمابه، وقيل :يباح التختم بالعقيق لما فى رواية مهنا، وقد سئل الإمام أحمد :ما السنة؟ يعنى فى التختم، فأجاب بقوله :لم تكن خواتيم القوم إلا من الفضة .قال صاحب كشاف القناع: الدملج فى معنى الخاتم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٥ و ٢٦، مادة "تختم")

وأما اليشب ونحوه فلا بأس بالتختم به كالعقيق، كذا فى العينى شرح الهداية .هو الصحيح، كذا فى جواهر الأخلاطى.

التختم بالعظم جائز، كذا فى الغرائب(الفتاوى الهندية، ج٥،ص ٣٣٥)

(ولا يتختم بحجر ولا صفر ولا حديد) لما روى أن النبى – عليه الصلاة والسلام – نهى عن التختم من هذه الأنواع (وقيل يباح بالحجر اليشب) ؛ لأنه ليس بحجر إذا ليس له ثقل الحجر وإطلاق الجواب فى الكتاب يدل على تحريمه كما فى الهداية.

وفى الدرر نقلا عن السرخسى والأصح أنه لا بأس به كالعقيق فإنه – عليه السلام – كان يتختم بالعقيق وقال تختموا بالعقيق فإنه مبارك

وفى الخانية والصحيح أنه لا بأس به؛ لأنه ليس بذهب ولا حديد ولا صفر بل هو حجر وتمامه فيه فليطالع.

وفى المنح؛ لأن حل العقيق لما ثبت حل سائر الأحجار لعدم الفرق بين حجر وحجر(مجمع الانهر، ج ٢ ص ٥٣٦، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس)

ومن الناس من أباح التختم بذلك؛ لأن النهى ورد عن التختم بالذهب والحرير والصفر، وليس هو من جملتها قال شمس الأئمة فى شرح الجامع الصغير ثم لظاهر لفظ الكتاب كره بعض مشايخنا التختم باليشب والأصح أنه لا بأس بذلك، وأن مراده كراهة التختم بالذهب والحرير على ما ورد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

نگینے وغیرہ کے وزن کا ایک مثقال سے زیادہ ہونے کا حکم

مسئلہ نمبر 12......: ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ وغیرہ کی جس مقدار کا فقہائے کرام نے ذکر کیا ہے، اس کا تعلق مرد سے ہے، عورت کے لیے وزن کی پابندی نہیں۔

اور جو حکم مرد کی چاندی کی انگوٹھی کی مقدار کا ہے، وہی حکم لوہے، تانبے اور پیتل وغیرہ کی انگوٹھی کی مقدار کا بھی ہے۔

البتہ مرد کے لیے جو ایک مثقال کا حکم، فقہاء نے بیان کیا ہے، وہ انگوٹھی کے حلقے سے ہے، اگر انگوٹھی میں نگینہ یا پتھر وغیرہ لگایا جائے، تو یہ وزن اس میں شامل نہیں ہوگا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بـه الأثـر أنه زى أهل النار فأما اليشب ونحوه فلا بأس بالتختم به كالعقيق(حاشية الشلبى علىٰ تبيين الحقائق، ج٦ ص١٥، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس)

(قـولـه ومـن الـناس من أطلق فى الحجر الذى يقال له يشب؛ لأنه ليس بحجر، إذ ليس له ثقل الحجر) أقول: الاستـدلال عـلـى عـدم حرمة التختم باليشب بأنه ليس بحجر مما لا حاصل له؛ لأن ما ليس بحجر قد يكون مما يحرم التختم به بلا خلاف كالحديد والصفر، ولم يرد نص فى حرمة التختم بالحجر كوروده فى الذهب والحديد والصفر حتى يكون المقصود من نفى كونه حجرا هو الاحتراز عن كونه مورد نص الحرمة، بل ورد الـنـص فـى جـواز التـخـتـم ببعض الأحجار كالعقيق، فإنه روى أن النبى – صلى الله عليه وسلم – كان يتختم بالعقيق وقال تختموا بالعقيق فإنه مبارك كما ذكره فى الكافى وغيره.

فـكـان التشبـث بـكـونـه حجرا أظهر نفعا فى إثبات مدعى من قال بعدم حرمة التختم به من نفى كونه حجرا، وعـن هـذا قـال الإمـام قـاضى خان فى شرح الجامع الصغير وفى فتاواه: ظـاهـر لـفظ الكتاب يقتضى كراهة التـختـم بالحجر الذى يقال له يشب .والـصـحـيـح أنه لا بأس به لأنه ليس بذهب ولا حديد ولا صفر، بل هو حجر(فتح القدير ، ج١٠ ص٢٢، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس)

[1] والـحلقة هى المعتبرة؛ لأن قوام الخاتم بها، ولا معتبر بالفص حتى يجوز من الحجر، ويجعل الفص إلى بـاطـن كـفـه بخلاف المرأة؛ لأنه للزنية فى حقها والأولى أن لا يتختم إذا كان لا يحتاج إليه، وإن كان يحتاج إلـيـه كـالـقـاضى والسلطان يختم به إذا كان من فضة، ولا بأس بـمسمار الذهب يجعل فى حجر الفص أى فى ثـقـبـه؛ لأنـه تابع كالعلم فلا يعد لابسا له، ولا يزيد وزنه على مثقال لقوله -عليه الصلاة والسلام -اتخذه من الورق، ولا تزده على مثقال(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ج٦، ص١٦، فصل فى اللبس)

يـجـوز التـخـتـم إن كـانـت الحلقة من الفضة والفص من الحجر سواء كان من عقيق أو زبرجد أو فيروزج أو غيـرهـا لكونه تابعا ولأن القوام بها ولا يعتبر بالفص ويجعل الفص إلى باطن كفه بخلاف المرأة لأنه للزينة فى حقها ويلبس خاتمه فى اليسرى لا فى اليمنى ولا فى غير خنصره اليسرى من أصابعه وسوى الفقيه أبو الليث بين اليمين واليسار وهو الحق لاختلاف الروايات(مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، ج٢، ص٥٣٦)

انگوٹھی میں کسی پتھر وغیرہ کا نگینہ لگوانے کا حکم

مسئلہ نمبر 13......: مرد وعورت کو انگوٹھی میں کسی پتھر وغیرہ کا نگینہ لگوانا جائز ہے، بشرطیکہ عقیدے میں کوئی بگاڑ وفساد نہ ہو۔

اور مرد کے لیے بہتر یہ ہے کہ اس طرح کی انگوٹھی پہنتے وقت اس کے نگینے کو ہتھیلی یعنی انگلیوں کے اندرونی حصے کی طرف کرلے، جیسا کہ بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی اسی طرح کرنے کا ذکر آیا ہے۔ [1]

---

[1] ذهب الفقهاء في الجملة إلى أنه يجوز أن يكون لخاتم الرجل المباح فص من مادته الفضية أو من مادة أخرى على التفصيل الآتي:

قال الحنفية :يجوز للرجل أن يجعل فص خاتمه عقيقا أو فيروزجا أو ياقوتا أو نحوه، ولا بأس بسد ثقب الفص بمسمار الذهب ليحفظ به الفص؛ لأنه قليل، فأشبه العلم في الثوب فلا يعد لابسا له، ويجعل الرجل فص خاتمه إلى بطن كفه بخلاف النساء ؛ لأنه للزينة في حقهن دون الرجال.

وقال المالكية :لا بأس بالفضة في حلية الخاتم . . .ثم اختلفوا في الشرح، فقال بعضهم :تكون الحلية من الفضة في خاتم من شيء جائز غير الحديد والنحاس والرصاص، كالجلد والعود أو غير ذلك مما يجوز، فيجعل الفص فيه.

وقال بعضهم :يكون الخاتم كله من الفضة لما في صحيح مسلم :كان خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم من ورق، وكان فصه حبشيا أي كان صانعه حبشيا، أو كان مصنوعا كما يصنعه أهل الحبشة فلا ينافي رواية : أن فصه منه.

وقال المالكية :لا يجوز للذكر خاتم بعضه ذهب ولو قل.

وقالوا :يجعل فص الخاتم مما يلي الكف؛ لأنه بذلك أتت السنة عن النبي صلى الله عليه وسلم والاقتداء به حسن، فإذا أراد الاستنجاء خلعه كما يخلعه عند إرادة الخلاء .

وقال الشافعية :يجوز الخاتم بفص وبغير فص، وأضاف النووي :ويجعل الفص من باطن كفه أو ظاهرها، وباطنها أفضل للأحاديث الصحيحة فيه .وقال القليوبي :ويسن جعل فص الخاتم داخل الكف.

وقال الحنابلة :للرجل جعل فص خاتمه منه أو من غيره؛ لأن في البخاري من حديث أنس رضي الله عنه كان فصه منه ولمسلم كان فصه حبشيا.

وقالوا :يباح للذكر من الذهب فص خاتم إذا كان يسيرا . . .اختاره أبو بكر عبد العزيز ومجد الدين ابن تيمية وتقي الدين ابن تيمية، وهو ظاهر كلام الإمام أحمد، وإليه ميل ابن رجب، قال في الإنصاف :وهو الصواب وهو المذهب، وفي الفتاوى المصرية :يسير الذهب التابع لغيره كالطراز ونحوه جائز في الأصح من مذهب الإمام أحمد.

واختار القاضي وأبو الخطاب التحريم، وقطع به في شرح المنتهى في باب الآنية.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آج کل بعض لوگ مختلف قسم کے پتھروں (مثلاً فیروزہ، عقیق، زمرّد، یاقوت، لعل وغیرہ) کو انسانی زندگی پر اثر انداز سمجھتے ہیں، اور بعض لوگ فیروزہ نامی پتھر کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور انسانی زندگی اور اس کی قسمت کی بہترائی کے لئے مہنگے ترین داموں میں خرید وفروخت کرتے ہیں۔

جبکہ شرعی اعتبار سے پتھر، انسانی زندگی اور قسمت پر اثر انداز نہیں ہوتے، کسی خاص قسم کے پتھر سے انسان مبارک، اور کسی سے نامبارک نہیں ہوتا۔

لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے سے بچنا چاہیے۔

مرد کو زنانہ مشابہت والی انگوٹھی سے بچنے کا حکم

مسئلہ نمبر 14......: مرد کو جس انگوٹھی کا پہننا جائز ہے، وہ ایسی بناوٹ والی نہیں ہونی چاہیے، جس میں عورتوں کی مشابہت لازم آتی ہو۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الحنابلة :الأفضل أن يجعل الرجل فص الخاتم مما يلي ظهر كفه لأن النبي صلى الله عليه وسلم ": كان يفعل ذلک وكان ابن عباس رضي الله عنهما وغيره يجعله مما يلي ظهر كفه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٩ و ٣٠، مادة "تختم")

[1] (ومنها) الفضة لأن النص الوارد بتحريم الذهب على الرجال يكون واردا بتحريم الفضة دلالة فيكره للرجال استعمالها فى جميع ما يكره استعمال الذهب فيه إلا التختم به إذا ضرب على صيغة ما يلبسه الرجال ولا يزيد على المثقال لما روينا من حديث النعمان بن بشير -رضى الله عنهما -وكذا المنطقة وحلية السيف والسكين من الفضة لما مر وما لا يكره استعمال الذهب فيه لا يكره استعمال الفضة من طريق الأولى لأنها أخف حرمة من الذهب وقد ذكرنا جميع ذلک على الاتفاق والاختلاف فلا نعيده.

(وأما) التختم بما سوى الذهب والفضة من الحديد والنحاس والصفر فمكروه للرجال والنساء جميعا (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ج٥، ص١٣٣)

وإنما أبيح لهم لقصد التختم لا للزينة، وإن كانت الزينة لازم وجوده لكنها لم تقصد به فكان عدما خصوصا فى العرف الذى هو مبنى الأيمان وعند الأئمة الثلاثة يحنث فتح (قوله بأن كان له فص) يوهم كلامه ككلام الزيلعى أن ما له فص لا يحل للرجل، وفى كراهية القهستانى يجوز الخاتم من الفضة على هيئة خاتم الرجال، وأما إذا كان له فصان أو أكثر فحرام اهـ وعبارة الفتح ليس فيها هذا الإيهام وهى قال المشايخ هذا إذا لم يكن مصبوغا على هيئة خاتم النساء بأن كان له فص فإن كان حنث لأنه لبس النساء اهـ تأمل(رد المحتار على الدر المختار، ج٣، ص٨٣٣، كتاب الأيمان، باب اليمين فى البيع والشراء والصوم والصلاة وغيرها، مطلب حلف لا يلبس حليا)

ثم الخاتم من الفضة إنما يجوز للرجل إذا ضرب على صفة ما يلبسه الرجال أما إذا كان على صفة خواتم النساء فمكروه، وهو أن يكون له فصان، كذا فى السراج الوهاج(الفتاوى الهندية، ج٥، ص٣٣٥، كتاب الكراهية، الباب العاشر فى استعمال الذهب والفضة)

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا حکم

مسئلہ نمبر 15......: بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دائیں ہاتھ کی انگلی میں، اور بعض احادیث میں بائیں ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہننا ثابت ہے۔ [1]

اور بعض صحابہ وتابعین سے بھی اسی قسم کا مختلف عمل مروی ہے۔ [2]

عورت کے لیے تو انگوٹھی کا ہاتھ اور پاؤں کی کسی بھی انگلی میں پہننا، جائز ہے، لیکن مرد کے متعلق فقہائے کرام کا تھوڑا بہت اختلاف ہے کہ کون سی انگلی میں پہننا افضل ہے۔

---

[1] حدثنا أحمد بن منیع قال: حدثنا یزید بن ہارون، عن حماد بن سلمة، قال: رأیت ابن أبی رافع یتختم فی یمینه،فسألته عن ذلک، فقال: رأیت عبد اللہ بن جعفر یتختم فی یمینه، وقال: کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یتختم فی یمینه قال محمد بن إسماعیل: هذا أصح شیء روی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فی هذا الباب(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۷۴۴)

عن ابن عمر: أن النبی – صلی اللہ علیه وسلم – کان یتختم فی یساره، وکان فصه فی باطن کفه (مسند احمد، رقم الحدیث ۴۲۲۷)

قال شعیب الارنؤوط:إسناده قوی (حاشیة مسند احمد)

[2] حدثنا حاتم بن إسماعیل ، عن جعفر ، عن أبیه ، قال : کان الحسن والحسین یتختمان فی یسارهما .

حدثنا معن بن عیسی ، عن سلیمان بن بلال ، عن جعفر ، عن أبیه ؛ أن أبا بکر ، وعمر ، وعثمان تختموا فی یسارهم.

حدثنا عبدة ، عن عبید اللہ ، قال : رأیت القاسم ، وسالما یتختمان فی یسارهما.

حدثنا حفص ، عن إسماعیل ، قال : رأیت علی إبراهیم خاتما فی یساره.

حدثنا عبدة ، عن عبید اللہ ، عن نافع ، عن ابن عمر ؛ أنه کان یتختم فی یساره.

حدثنا وکیع ، عن الأعمش ، قال : رأیت خاتم إبراهیم فی یساره.

حدثنا وکیع ، عن الصلت ، عن ابن سیرین ؛ أن النبی صلی اللہ علیه وسلم ، وأبا بکر ، وعمر ، وعثمان کانوا یتختمون فی شمائلهم .

حدثنا وکیع ، عن إسماعیل الأزرق ، قال : رأیت خاتم عمرو بن حریث فی یساره (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب اللباس،باب من کان یلبس خاتمه فی یساره)

حدثنا معن بن عیسی ، عن هشام بن سعد ، عن جعفر بن عبد اللہ بن جعفر ؛ أن جعفر بن أبی طالب تختم فی یمینه.

حدثنا معن ، عن المختار بن سعد ، قال : رأیت محمد بن علی یتختم فی یمینه.

حدثنا ابن نمیر ، عن محمد بن إسحاق ، عن الصلت بن عبد اللہ بن نوفل ، قال : رأیت ابن عباس وخاتمه فی یمینه ، ولا أحسب إلا أنه ذکر أن النبی صلی اللہ علیه وسلم کذلک کان یلبسه(مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب اللباس،باب من رخص أن یتختم فی یمینه)

بعض حضرات نے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں، اور بعض نے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننے کو افضل قرار دیا ہے۔

اور بعض حضرات نے شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی یعنی بڑی انگلی میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] لم يختلف الفقهاء في موضع التختم بالنسبة للمرأة؛ لأنه تزين في حقها، ولها أن تضع خاتمها في أصابع يديها أو رجليها أو حيث شائت.

ولكن الفقهاء اختلفوا في موضع التختم للرجل، بل إن فقهاء بعض المذاهب اختلفوا فيما بينهم في ذلك:

فذهب بعض الحنفية إلى أنه ينبغي أن يكون تختم الرجل في خنصر يده اليسرى، دون سائر أصابعه، ودون اليمنى.

وذهب بعضهم إلى أنه يجوز أن يجعل خاتمه في يده اليمنى.

وسوى الفقيه أبو الليث في شرح الجامع الصغير بين اليمين واليسار؛ لأنه قد اختلفت الروايات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك، وقول بعضهم: إنه في اليمين من علامات أهل البغي ليس بشيء؛ لأن النقل الصحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفي ذلك .

والمختار عند مالك رحمه الله التختم في اليسار على جهة الندب، وجعل الخاتم في الخنصر، وكان مالك يلبسه في يساره، قال أبو بكر بن العربي في القبس شرح الموطأ: صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه تختم في يمينه وفي يساره، واستقر الأكثر على أنه كان يتختم في يساره، فالتختم في اليمين مكروه، ويتختم في الخنصر؛ لأنه بذلك أتت السنة عنه صلى الله عليه وسلم والاقتداء به حسن .ولأن كونه في اليسار أبعد عن الإعجاب .

وقال الشافعية: يجوز للرجل لبس خاتم الفضة في خنصر يمينه، وإن شاء في خنصر يساره، كلاهما صح فعله عن النبي صلى الله عليه وسلم لكن الصحيح المشهور أنه في اليمين أفضل لأنه زينة، واليمين أشرف.

وقال بعضهم: في اليسار أفضل .وفي سنن أبي داود بإسناد صحيح أن ابن عمر رضي الله عنهما كان يتختم في يساره، وبإسناد حسن أن ابن عباس رضي الله عنهما تختم في يمينه.

وعند الشافعية أن التختم في الوسطى والسبابة منهي عنه لما ورد عن علي رضي الله تعالى عنه قال: نهاني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أتختم في أصبعي هذه أو هذه قال: فأومأ إلى الوسطى والتي تليها .

وقال الحنابلة: لبس الخاتم في خنصر اليسار أفضل من لبسه في خنصر اليمين، نص عليه في رواية صالح، وضعف في رواية الأثرم وغيره التختم في اليمنى، قال الدارقطني وغيره: المحفوظ أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يتختم في يساره، وأنه إنما كان في الخنصر لكونه طرفا، فهو أبعد عن الامتهان فيما تتناوله اليد؛ ولأنه لا يشغل اليد عما تتناوله.

وعند الحنابلة أنه يكره لبس الخاتم في سبابة ووسطى للنهي الصحيح عن ذلك .وظاهره لا يكره لبسه في الإبهام والبنصر، وإن كان الخنصر أفضل اقتصارا على النص (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٦ و ٢٧، مادة "تختم")

www.idaraghufran.org

ایک سے زیادہ انگوٹھیاں پہننے کا حکم

مسئلہ نمبر 16 ......: عورت کو تو ایک سے زیادہ انگوٹھیاں پہننا جائز ہے، اور مرد کے لیے ایک سے زیادہ انگوٹھیوں کا پہننا، بعض فقہائے کرام کے نزدیک ناجائز ہے، اور بعض فقہائے کرام نے اس شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے کہ وہ عادت اور عرف ورواج سے خارج نہ ہو۔ [1]

انگوٹھی پر نام وغیرہ کندہ کرانے کا حکم

مسئلہ نمبر 17 ......: انگوٹھی پر اپنے نام کو منقش یا کندہ کرانا جائز ہے۔

اور اس پر کوئی متبرک الفاظ لکھنے کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک جائز ہے، لیکن بیت الخلاء میں داخل ہونے کے وقت، اس کو ہتھیلی کی طرف کرلینا چاہیے، اور بائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کے وقت، اگر انگوٹھی اس ہاتھ میں ہو، تو اسے اس ہاتھ سے بھی الگ کرلینا چاہیے۔ [2]

---

[1] فنص المالكية على أنه لا يباح للرجل أكثر من خاتم واحد، فإن تعدد الخاتم حرم ولو كان فى حدود الوزن المباح شرعا .

واختلف فقهاء الشافعية فى تعدد الخاتم، ونقل صاحب مغنى المحتاج جانبا من هذا الخلاف فى قوله :وفى الروضة وأصلها :ولو اتخذ الرجل خواتيم كثيرة ليلبس الواحد منها بعد الواحد جاز، فظاهره الجواز فى الاتخاذ دون اللبس، وفيه خلاف مشهور، والذى ينبغى اعتماده فيه أنه جائز ما لم يؤد إلى سرف.

وقال الحنابلة :لو اتخذ الرجل لنفسه عدة خواتيم، فالأظهر جوازه إن لم يخرج عن العادة، والأظهر جواز لبس الرجل خاتمين فأكثر جميعا إن لم يخرج عن العادة.

ولم نجد كلاما للحنفية فى هذه المسألة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٨، مادة "تختم")

[2] اتفق الفقهاء على جواز النقش على الخاتم، وعلى أنه يجوز نقش اسم صاحب الخاتم عليه، واختلفوا فى نقش لفظ الجلالة أو الذكر:

فقال الحنفية والشافعية :يجوز أن ينقش لفظ الجلالة أو ألفاظ الذكر على الخاتم، ولكنه يجعله فى كمه إن دخل الخلاء ، وفى يمينه إذا استنجى.

وقال الحنابلة :يكره أن يكتب على الخاتم ذكر الله تعالى من القرآن أو غيره نصا، قال إسحاق بن راهويه :لا يدخل الخلاء به، وقال فى الفروع :ولعل أحمد كرهه لذلك، قال :ولم أجد للكراهة دليلا سوى هذا، وهى تفتقر إلى دليل والأصل عدمه .وقال الحنابلة أيضا :يحرم أن ينقش عليه صورة حيوان، ويحرم لبسه والصورة عليه كالثوب المصور، ولم ير بعض الحنفية بأسا فى نقش ذلك إذا كان صغيرا بحيث لا يبصر عن بعد(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٩، مادة "تختم")

www.idaraghufran.org

احرام کی حالت میں انگوٹھی پہننے کا حکم

مسئلہ نمبر18......: جمہور فقہائے کرام کے نزدیک، مرد وعورت کو احرام کی حالت میں، انگوٹھی کا پہننا جائز ہے۔

البتہ مالکیہ کے نزدیک احرام کی حالت میں مرد کو انگوٹھی پہننا جائز نہیں۔ [1]

عدت کی حالت میں انگوٹھی پہننے کا حکم

مسئلہ نمبر19......: جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، اور وہ اپنے شوہر کے فوت ہونے کی عدت کے اندر ہو، تو عدت ختم ہونے تک اس کو زیور کا پہننا جائز نہیں، اور اکثر فقہائے کرام کے نزدیک، اس کو سونے اور چاندی کا زیور اور سونے، چاندی کی انگوٹھی کا پہننا بھی جائز نہیں۔

البتہ بعض حضرات نے چاندی کی انگوٹھی پہننے کی گنجائش دی ہے۔ [2]

---

[1] اتفق الحنفية والشافعية والحنابلة على أن للمحرم التختم بخاتمه حال إحرامه؛ لأن التختم ليس لبسا ولا تغطية، وقد روى عن عبد الله بن عباس رضى الله تعالى عنهما أنه قال :أوثقوا عليكم نفقاتكم -أى بشد الهميان فى الوسط وفيه كيس النفقة -ورخص فى الخاتم والهميان للمحرم.

وقال المالكية :يحرم على الرجل المحرم لبس الخاتم فى الإحرام ولو فضة زنته درهمان، وفيه الفدية إن طال(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٣١، مادة "تختم")

ولبس الخاتم جائز عند الحنفية أو الشافعية والحنابلة للرجال والنساء .ولا يجوز عند المالكية للرجل المحرم لبس الخاتم، وفيه الفداء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢، ص ١٦٩ ،مادة "إحرام" ما يباح فى الإحرام)

[2] أما الحلى :فقد أجمع الفقهاء على حرمة الذهب بكل صوره عليها، فيلزمها أن تنزعه حينما تعلم بموت زوجها، لا فرق فى ذلك بين الأساور والدمالج والخواتم، ومثله الحلى من الجواهر .ويلحق به ما يتخذ للحلية من غير الذهب والفضة كالعاج وغيره .وجوز بعض الفقهاء لبس الحلى من الفضة، ولكنه قول مردود لعموم النهى عن لبس الحلى على المحدة .وقصر الغزالى من الشافعية الإباحة على لبس الخاتم من الفضة؛ لأنه ليس مما تختص بحله النساء .ويحرم على المحدة التعرض للخطاب بأى وسيلة من الوسائل تلميحا أو تصريحا، لقوله صلى الله عليه وسلم فيما رواه النسائى وأبو داود :ولا تلبس المعصفر من الثياب، ولا الحلى(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢ص ١٠٨، مادة "إحداد")

المعتدة للوفاة لا يجوز لها التزين اتفاقا لوجوب الإحداد عليها لقوله تعالى :(والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا يتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا) ولقوله صلى الله عليه وسلم :لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاث، إلا على زوجها فإنها تحد عليه أربعة أشهر وعشرا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٧٢، مادة "تزين")

جہاں تک شوہر کے طلاق دینے کے بعد عورت کی عدت کے زمانے میں زیور اور انگوٹھی پہننے کا تعلق ہے، تو اگر کسی عورت کے شوہر نے رجعی طلاق دے دی ہو، جس میں شوہر کو رجوع کا حق ہوتا ہے، تو ایسی طلاق کے بعد عورت کو زیور اور انگوٹھی کا پہننا جائز ہے، بلکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک مستحب ہے۔ [1]

اور اگر کسی عورت کے شوہر نے بائن طلاق دے دی ہو، جس میں شوہر کو رجوع کا حق نہیں ہوتا، تو ایسی طلاق کے بعد عورت کو زیور اور انگوٹھی کا پہننا، حنفیہ کے نزدیک تو جائز نہیں، جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے۔

لیکن مالکیہ، شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک اس کی ممانعت نہیں۔ [2]

---

[1] المطلقة الرجعية لها أن تتزين؛ لأنها حلال للزوج، لقيام نكاحها ما دامت فى العدة، والرجعة مستحبة، والتزين حامل عليها فيكون مشروعا .وهذا عند الحنفية، والمالكية، والحنابلة.

أما الشافعية :فيرون أنه يستحب لها الإحداد .فلا يستحب لها التزين .ومنهم من قال :الأولى أن تتزين بما يدعو الزوج إلى رجعتها . (ر :عدة) ولا خلاف بين الفقهاء فى تحريم الزينة على المتوفى عنها زوجها مدة عدتها؛ لوجوب الإحداد عليها.

[2] وأما المبانة فى الحياة بينونة كبرى، فقد اختلف الفقهاء فيها على أقوال :فذهب الحنفية، والشافعية فى قول إلى أنه يحرم عليها الزينة، حدادا وأسفا على زوجها، وإظهارا للتأسف على فوت نعمة النكاح، الذى هو سبب لصونها وكفاية مئونتها، ولحرمة النظر إليها، وعدم مشروعية الرجعة.

وقال الشافعية :يستحب لها الإحداد .وفى قول :الإحداد واجب على ما تقدم، وأما المالكية فقالوا :لا إحداد إلا على المتوفى عنها زوجها فقط .ومفاده :لا إحداد على المبانة وإن استحب لها فى عدتها.

ولا يسن لها الإحداد عند الحنابلة، ولهذا لا يلزمها أن تتجنب ما يرغب فى النظر إليها من الزينة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١٢ ص ٩٣، مادة "تشوف")

وكذلك المعتدة للطلاق البائن عند الحنفية، وهو القول القديم للشافعى :لا يجوز لها التزين، حدادا وأسفا على فوت نعمة النكاح الذى هو سبب لصونها وكفاية مؤنتها؛ ولحرمة خطبتها، وعدم مشروعية الرجعة.

ويستحب لها الحداد وترك الزينة عند المالكية، وهو الأظهر فى الجديد عند الشافعية، ويباح لها الزينة عند الحنابلة.

وأما المطلقة الرجعية فلها أن تتزين؛ لأنها حلال للزوج لقيام نكاحها، والرجعة مستحبة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

انگوٹھی پہننے کی حالت میں وضو اور غسل کا حکم

مسئلہ نمبر 20.......: اگر انگوٹھی، انگلی میں اس طرح سے تنگ ہو کہ اس کو ہلائے بغیر، اس کے نیچے کھال تک پانی نہ پہنچتا ہو، تو وضو اور غسل کے دوران، انگوٹھی کو اس طرح حرکت دینا ضروری ہے کہ اس کے نیچے کی کھال تک پانی پہنچ جائے۔ [1]

انگوٹھی پہننے کی حالت میں تیمّم کا حکم

مسئلہ نمبر 21.......: تیمّم کرتے وقت، انگوٹھی کو اس طرح سے حرکت دینا، یا اتارنا ضروری ہے کہ اس کے نیچے والے جلد کے حصے تک، تیمّم کے لیے ہاتھ پھیرتے وقت ہاتھ یا انگلی پہنچ جائے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والتزين حامل عليها، فيكون مشروعا، وهذا عند الحنفية والمالكية والحنابلة.

أما الشافعية :فقد روى أبو ثور عن الشافعي رحمهما الله أنه يستحب لها الإحداد، وحيث كان كذلك فلا يستحب لها التزين .ومنهم من قال :الأولى أن تتزين مما يدعو الزوج إلى رجعتها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٢٧٢، مادة "تزين")

[1] ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه يجب في الوضوء تحريك الخاتم أثناء غسل اليد، إن كان ضيقا ولا يعلم وصول ماء الوضوء إلى ما تحته، فإن كان الخاتم واسعا، أو كان ضيقا وعلم وصول الماء إلى ما تحته فإن تحريكه لا يجب، بل يكون مستحبا.

وذهب المالكية إلى أنه لا يجب تحويل خاتم المتوضء من موضعه ولو كان ضيقا إن كان مأذونا فيه، وعلى المتوضء إزالة غير المأذون فيه إن كان يمنع وصول الماء للبشرة وإلا فلا، وليس الحكم بإزالة ما يمنع وصول الماء للبشرة خاصا بالخاتم غير المأذون فيه، بل هو عام في كل حائل كشمع وزفت ووسخ(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٣٠، مادة "تختم")

قال جمهور الفقهاء :مما يتحقق به الغسل المجزء أن يعمم بدنه بالغسل، حتى ما تحت خاتم ونحوه، فيحركه ليتحقق وصول الماء إلى ما تحته، ولو كان الخاتم ضيقا لا يصل الماء إلى ما تحته نزعه وجوبا.

وقال المالكية :يجب غسل ظاهر الجسد في الغسل، وأما الخاتم فلا يلزم تحريكه، كالوضوء . كما نص عليه ابن المواز خلافا لابن رشد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١ ص ٣١، مادة "تختم")

وفي مجموع النوازل تحريك الخاتم سنة إن كان واسعا وفرض إن كان ضيقا بحيث لم يصل الماء تحته .كذا في الخلاصة وهو ظاهر الرواية هكذا في المحيط(الفتاوى الهندية، ج ١، ص ٥، كتاب الطهارة، الباب الأول، الفصل الأول في فرائض الوضوء)

[2] ذهب المالكية والشافعية والحنابلة إلى أنه يجب على من يريد التيمم نزع خاتمه ليصل التراب إلى ما تحته عند المسح، ولا يكفي تحريك الخاتم؛ لأن التراب كثيف لا يسرى إلى ما تحت الخاتم بخلاف الماء في الوضوء.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یہ ملحوظ رہے کہ ہم نے ماقبل میں جو کچھ تحریر کیا، وہ ''فیما بینہٗ وبین اللہ'' حق وصواب سمجھتے ہوئے تحریر کیا، جس سے کسی کی مخالفت ومخاصمت مقصود نہیں۔

'' وَعِلْمُ الْغَيْبِ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى. لِاَنَّـهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ''

وَاللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

محمد رضوان خان 10/محرم الحرام/1441ہجری۔ بمطابق 10/ستمبر/2019ء بروز منگل

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الحنفية :يجب على المتيمم أن يستوعب بالمسح وجهه ويديه فينزع الخاتم أو يحركه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۱ ص ۳۱، مادة ''تختم'')

والظاهر أن ما تحت الخاتم الواسع إن أصابه الغبار لا يلزم تحريكه وإلا لزم كالتخليل المذكور(رد المحتار على الدر المختار، ج ۱، ص ۲۳۹، كتاب الطهارة، باب التيمم، سنن التيمم)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

”فتح الباری“ شرح بخاری کی اہمیت

صحیح بخاری کی مختلف مطول و مفصل شروحات میں جو امتیازی شان اور مقام علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی ”فتح الباری“ کو حاصل ہوا، وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہوسکا۔

بندہ نے مختلف احادیث کی شروحات میں علمِ حدیث کے اعتبار سے جو مفصل و معقول اور مختصر و جامع تشریح ”فتح الباری“ میں ملاحظہ کی، وہ کسی اور شرح میں دستیاب نہیں ہوسکی، اس لیے بندہ کے دل میں اس شرح کی بڑی وقعت اور قدر ہے۔

اس کے ایک ایک جملہ میں بڑی دقیق اور مشکل ابحاث کو حل کیا گیا ہے، تاہم بعض ابحاث سے اختلاف، اس شرح کی مجموعی و امتیازی افادیت میں رکاوٹ نہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ، اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

> ”فتح الباری“ میں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ آدمی بادی النظر میں گزر جاتا ہے کہ یہاں یہ بات کہی گئی ہوگی، لیکن جب کسی مسئلہ کی تحقیق و تنقید اور گہرائی میں جاتا ہے، اور حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام دیکھتا ہے، تب اس کی قدر معلوم ہوتی ہے، یوں دیکھتے جاؤ تو کچھ پتہ نہیں چلے گا، لیکن دسیوں صفحات کی ورق گردانی اور چھان بین کے بعد پتہ لگتا ہے کہ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کام انجام دیا ہے (انعام الباری، ج ۱ ص ۱۳۶، مکتبۃ الحراء، کراچی)

حضرت مفتی صاحب موصوف نے جو بات فرمائی، اس کا بندہ نے بھی بارہا مشاہدہ کیا، اور اس کو اسی طرح سے پایا، علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ دراصل بہت سے ایسے ایسے تعارضات و شبہات چھوٹے چھوٹے جملوں میں حل فرمادیتے ہیں کہ جن کو حل کرنے کے لیے لمبی چوڑی تقریروں اور بحثوں کی

ضرورت پیش آتی ہے، اور آج سینکڑوں سال گزرنے اور بہت سی شروحاتِ بخاری منظرِ عام پر آجانے کے بعد بھی ''فتح الباری'' کی ضرورت وافادیت اپنی جگہ محسوس ہوتی ہے۔

اس شرح میں بندہ نے دوسری شروحات کے مقابلہ میں فقہی مسائل میں راجح ومرجوح ہونے کے سلسلہ میں بھی کافی حد تک اعتدال کو محسوس کیا ہے، اور مختلف فقہی وعملی مسائل میں بے جا تشدد کم ہی محسوس ہوا۔

جب کہ اس کے مقابلہ میں بعض دوسری شروحات میں اس طرح کا اعتدال کم نظر آیا۔

چنانچہ کئی دوسری عربی واردو شروحات میں مصنف ومولف یا مقرر کا زیادہ زور، اپنے مسلک کی فقہی ابحاث کو صحیح اور مضبوط ثابت کرنے اور دوسرے مسلک کی فقہی ابحاث کو غلط اور کمزور ثابت کرنے اور بعض بزرگوں کے بقول ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کو حنفی وغیرہ بنانے'' پر ہوتا ہے، اور بسا اوقات، اس طرح کا انداز ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے دوسرے مسلک کے موقف کی تحقیر اور اس پر نکیر، بلکہ احادیث کی بے جا تاویل اور اس سے بڑھ کر تردید کا ذہن بن جاتا ہے، اور پھر اگر قاری وسامع کا فقہی وعلمی ظرف تنگ ہو، اور اوپر سے وہ تعصب وتحزب کا بھی شکار ہو، تو اس کا طرزِ عمل ''کریلا اور نیم چڑھا'' کا مصداق اختیار کر لیتا ہے، اور اس طرح فقہی واجتہادی مسائل میں اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے، اور کئی مفاسد ومنکرات کا ارتکاب لازم آتا ہے۔

مثلاً اگر کوئی اس مسلک کی طرف منتسب عالمِ دین تحقیق کے نتیجہ میں دوسرے مسلک کے موقف کو دلائل کی رو سے ترجیح دے، تو اس پر طرح طرح کے الزامات عائد کرنا شروع کر دیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو اکابر کا گستاخ وغیرہ بھی کہا جانے لگتا ہے۔

آج کل بہت سے مدارسِ دینیہ کے فضلاء کی یہی حالت ہے۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سلف علمائے محققین اور فقہائے مجتہدین کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور ان کے کام کی تعصب سے بالاتر ہو کر قدر دانی اور ان کے معتدل وغیر متعصب طرزِ عمل کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عبرت کدہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام: قسط 51 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت و بصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن'' کی دعوت (حصہ دوم)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے احکام، نشانیاں اور کھلے دلائل لے کر آئے، اور ان دلائل سے لوگوں کے سامنے حق اور باطل کا فرق واضح ہونے لگا، تو فرعون اور اس کے اہلِ دربار کو یہ خطرہ ہوا کہ اس طرح کہیں لوگ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئیں، جس کا انجام فرعون کی حکومت کا زوال ہے، تو اس نے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ! قتل کردے، چنانچہ فرعون نے اس کا اظہار و اعلان بھی کیا۔

اس کے دربار و مجلس میں ایک مومن شخص بھی موجود تھا، جو فرعون کے خاندان سے تھا، اس نے ابھی تک اپنے ایمان کو چھپا کر رکھا ہوا تھا، یا یہ بھی ممکن ہے کہ کسی اور طریقہ سے اس کو فرعون کے اس ارادے کا علم ہوا ہو، تو اس رجلِ مومن نے فرعون کی اس اس رائے کی شدت سے مخالفت کی، اور فرعون اور اس کے درباریوں کو ایسا کرنے سے منع کیا، اور اس ضمن میں فرعون کو اور فرعون کے ارکانِ حکومت کو نصیحت کی اور ایمان کی دعوت دی۔

رجلِ مومن کی دعوت (اِقدامِ قتل کے ہولناک انجام کی تذکیر و یاددہانی)

رجلِ مومن نے بڑی جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو محض اس وجہ سے قتل کررہے ہو، جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب تو بس اللہ ہے، یقیناً یہ بات ایسی نہیں ہے کہ اس پر کسی کے قتل کا منصوبہ بنایا جائے، حالانکہ وہ تمہارے پاس، تمہارے رب کی طرف سے، کھلی نشانیاں اور دلائل لے کر آیا ہے، اور کسی معقول چیز کا انکار کرنا، بڑی ہی بری بات ہے، پھر مزید یہ کہ وہ اپنی صداقت کے لیے دلائل اور نشانیاں بھی رکھتا ہو، اور صرف یہی نہیں کہ تم اس کی بات کو

قبول نہ کرو،تم تو اس کے قتل کرنے پر آمادہ ہو،جو نہایت ہی نازیبا بات ہے،ایسا کام نہ کرو،اور اگر بالفرض وہ جھوٹا بھی ہے،تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا،جس کے نتیجہ میں وہ خود ہی ناکام ہوگا،اور اس صورت میں ہمیں نقصان وتکلیف کا کوئی اندیشہ نہیں ہونا چاہیے اور اگر وہ سچا ہے،تو اس میں سے ضرور تم کو کچھ پہنچے گا،جس کا وہ وعدہ اور پیش گوئی کررہا ہے۔

تو سچا ہونے کی صورت میں تو اس کو قتل کرنا درحقیقت اپنے واسطے عذاب اور مصیبت کو دعوت دینا ہے،اور ظاہر ہے یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے کہ خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا جائے۔

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ (سورة غافر، رقم الآية ۲۸)

ترجمہ:اور فرعون کے خاندان میں سے ایک مومن شخص جو ابھی تک اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا،بول اٹھا کہ کیا تم ایک شخص کو صرف اس لیے قتل کررہے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیلیں لے کر آیا ہے۔اور اگر وہ جھوٹا ہی ہو،تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا،اور اگر سچا ہو تو جس چیز سے وہ تمہیں ڈرارہا ہے،اس میں کچھ تو تم پر آ ہی پڑے گی،اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا،جو حد سے گذر جانے والا (اور) جھوٹ بولنے کا عادی ہو۔

اس آیت کے آخر میں فرمایا کہ ''مسرف'' اور ''کذاب'' لوگوں کو اللہ ہدایت سے نہیں نوازتا،اس میں دو مفہوم شامل ہیں،اور دونوں ہی اہم ہیں،ایک یہ کہ اگر حضرت موسیٰ ''مسرف وکذاب'' ہوتے،جیسا کہ تمہارا کہنا ہے،تو اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت اور اس سے بڑھ کر نبوت کے اس عظیم الشان اور سب سے بڑے اعزاز اور بے مثل شرف سے کیسے نوازتا؟ اور دوسرا یہ کہ فرعون ''مسرف و

کذاب'' ہونے کی وجہ سے ہی حق و ہدایت سے محروم ہے، اس طرح اس ''رجلِ مومن'' نے حق کو بھی واضح کر دیا، اور دبے لفظوں میں فرعون کو اس کے منہ پر ''مسرف و کذاب'' بھی قرار دے دیا، اور ہدایت سے اس کی محرومی کا سبب بھی بیان فرما دیا کہ یہ ''مسرف اور کذاب'' ہے۔

جس سے یہ معلوم ہو گیا کہ حد سے بڑھنا اور دروغ گوئی کا عادی ہو جانا، دو چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو راہِ حق اور نورِ ہدایت سے محروم کر دیتی ہیں۔ [1]

''اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ'' نیز اس آیت میں اس رجلِ مومن نے تین حقیقتیں بیان کر دیں، پہلی حقیقت یہ بیان کی کہ رب صرف اللہ تعالیٰ ہے، چنانچہ اس نے کہا کہ کیا تم ایک آدمی کو اس بات پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب، صرف اللہ ہے، یعنی وہ فرعون کو اپنا رب نہیں مانتا، بلکہ اس کو مانتا ہے جس نے فرعون اور اس کے باپ دادا کو، اور زمین و آسمان سمیت ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے، تو اس پر اسے داد دینی اور اس کی تعظیم و تکریم کرنی چاہیے یا اسے قتل کر دینا چاہیے؟

دوسری حقیقت ''وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ'' سے یہ بیان فرمائی کہ وہ تمہارے پاس اپنے اللہ کی طرف سے بھیجے جانے کی واضح دلیلیں لے کر آیا ہے، جنہیں جھٹلانے کا تمہارے پاس کوئی جواز ہی نہیں، پورے ملک کے جادوگر اس کے مقابلے میں ناکام ہو کر اس کے حق پر ہونے کا اعتراف کر چکے ہیں اور اس پر ایمان لا چکے ہیں۔

تیسری حقیقت ''مِنْ رَّبِّكُمْ'' سے بیان فرمائی اسے جس مالک کی طرف سے پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہے، وہ تمہارا بھی رب ہے، یہ تمہاری جہالت ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کو اپنا رب

---

[1] احتجاج ثالث ذو وجهين أحدهما انه لو كان مسرفا لما هداه الله الى البينات ولما عضده بالمعجزات وثانيهما انه كان مسرفا كذابا خذله الله وأهلكه فلا حاجة لكم الى قتله ولعله أراد به المعنى الاول وخيل إليهم الثانى ليلين شكيمتهم— اى شدة نفسهم— منه ره وتعريض به لفرعون بانه مسرف كذاب لا يهديه الله سبيل الصواب والنجاة(التفسير المظهرى، ج۸ص ۲۵۳، ۲۵۴، سورة غافر)

"إن الله لا يهدى من هو مسرف "على نفسه "كذاب "على ربه إشارة إلى موسى ويكون هذا من قول المؤمن .وقيل: "مسرف "فى عناده "كذاب "فى ادعائه إشارة إلى فرعون ويكون هذا من قول الله تعالى(تفسير القرطبى، ج۱۵ ص۳۰۸، سورة غافر)

بنائے بیٹھے ہو۔ [1]

اس ''رجلِ مومن'' کے بارے میں مفسرین وغیرہ کا اختلاف ہے کہ یہ کون تھے؟ ''آلِ فرعون'' کے لفظ سے یہ بات تو واضح ہے کہ وہ فرعون کے قرابت داروں میں سے تھا۔

بعض ائمہ تفسیر کا خیال یہ ہے کہ یہ فرعون کا چچازاد بھائی تھا، اور یہ حضرت موسیٰ کی پاکیزہ سیرت واطوار کی وجہ سے نبوت سے پہلے ہی آپ کا گرویدہ اور معترف تھا، اور دل سے آپ کے اصلاحی کاموں کا قدردان تھا، چنانچہ جب حضرت موسیٰ کے ہاتھوں ایک قبطی کا اتفاقی قتل ہوگیا، اور اعیانِ حکومت نے ان کے قتل کے مشورے شروع کردیئے، تو یہی وہ شخص تھا جس نے حضرت موسیٰ کو اعیانِ حکومت کے ارادے سے باخبر کیا، چنانچہ حضرت موسیٰ اس کے مشورے سے مصر سے نکلے اور مدین چلے گئے، پھر مدین سے واپسی پر جب حضرت موسیٰ نے نبوت کا دعویٰ کیا، تو وہ آپ پر ایمان لے آیا، لیکن اس نے اس مصلحت کے تحت اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا کہ میں اس طرح سے دربار کے اندر اعیانِ حکومت کے جذبات کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کروں گا، اور اندر کی اطلاعات حضرت موسیٰ تک پہنچاتا رہوں گا، اور ممکن ہے کہ اندر ہی اندر میں بعض لوگوں کو حضرت موسیٰ کی نبوت کی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہوجاؤں، اس لیے انھوں نے ایک وقت تک جب تک کہ ایمان کے اخفاء کا فائدہ تھا اپنے آپ کو چھپایا، لیکن جب دیکھا کہ اب اخفاء کی بجائے اظہار ہونا چاہیے، اور اسی سے دین کو تقویت ملے گی، تو پھر انھوں نے آہستہ آہستہ اپنے ایمان کا اظہار شروع کیا اور جب حضرت موسیٰ کی زندگی کو خطرے میں دیکھا تو انھوں نے ساری احتیاطوں کو بالائے طاق رکھا

---

[1] أتقتلون رجلا ای تقصدون قتله أن يقول ای لان يقول او وقت ان يقول من غير رؤية وتأمل فی امره او مخافة ان يقول ربی الله وحده وهو فی الدلالة علی الحصر مثل صديقی زيد وقد جائكم بالبينات المعجزات الكثيرة الشاهدة علی صدقه من ربكم حيث لا يقدر علی إتيان تلك المعجزات الا الذی خلقكم فانه قادر علی كل شیء دون غيره وأضاف الرب إليهم اشعارا بانه من خلقكم ورباكم قادر علی ان يأخذكم بالعذاب والجملة حال من فاعل يقول ثم أخذ الرجل القائل بالاحتجاج من باب الاحتياط فقال وإن يک كاذبا كما زعمتم فعليه كذبه لا يتخطاه وبال كذبه حتی يحتاج فی دفعه الی قتله وإن يک صادقا كما يدل عليه المعجزات والشواهد يصبكم بعض الذی يعدكم ای فلا اقل ان يصيبكم بعضه وذلک البعض يكفی لهلاككم ففيه مبالغة فی التحذير واظهار الانصاف وعدم التعصب ولذلک قدم كونه كاذبا إن الله لا يهدی من هو مسرف كذاب (التفسير المظهری، ج۸ص ۲۵۳، سورة غافر)

اورکھل کرمیدان میں آ گئے۔ ؎۱

حضرت موسیٰ کوجس قسم کی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا،اور جو جو حالات پیش آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوبھی اسی قسم کے حالات پیش آئے،اس واقعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی کا سامان ہے کہ آپ ہی کونہیں، پہلے پیغمبروں کوبھی ایسی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

؎۱ بعض حضرات کے نزدیک یہ شخص فرعون کے چچا کالڑکا تھا،اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ فرعون کا ولی عہد سمجھا جاتا تھااور محکمہ پولیس کا ذمہ دار تھا۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ فرعون کے چچا زاد بھائی اورآل فرعون میں سے تھے۔یہ مردمومن جن کے تین نام نقل کئے گئے ہیں شمعان،حزقیل اور جبر۔

اور بعض مفسرین کے نزدیک اس آدمی کا نام ''حبیب'' تھا،اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام ''شمعان'' تھا،ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام ''فیر'' تھا،ایک قول یہ ہیکہ اس کا نام ''حزقیل'' تھا،ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام ''حبیب شاشمعان'' تھا،اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام ''خربیل یا جزبیل'' تھا۔

اوراس بات میں بھی اختلاف ہے کہ وہ قبطی تھا،یا اسرائیلی تھا،حضرت حسن بصری اور دوسرے بعض حضرات کے نزدیک یہ قبطی تھا،ایک قول یہ ہے کہ وہ فرعون کا چچازاد تھا۔

مگران سارے اقوال کی تصدیق صحیح مآخذ سے نہیں ہوسکی،اس لیے ان میں کسی ایک چیز کو متعین کرنے کا ہمارے پاس کوئی صحیح ذریعہ نہیں،اس لیے قرآن مجید کی تصریح کے مطابق صرف ''رجلِ مومن'' ہی کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔واللہ اعلم۔

ذكر بعض المفسرين: أن اسم هذا الرجل حبيب .وقيل: شمعان بالشين المعجمة .قال السهيلي: وهو أصح ما قيل فيه .وفي تاريخ الطبري رحمه الله: اسمه خبرك .1وقيل: حزقيل .ذكره الثعلبي عن ابن عباس وأكثر العلماء .الزمخشري: واسمه سمعان أو حبيب .وقيل: خربيل أو حزبيل .واختلف هل كان إسرائيليا أو قبطيا فقال الحسن وغيره: كان قبطيا .ويقال: إنه كان ابن عم فرعون، قاله السدى .قال: وهو الذى نجا مع موسى عليه السلام، ولهذا قال: "من آل فرعون "وهذا الرجل هو المراد بقوله تعالى: "وجاء رجل من أقصى المدينة يسعى قال يا موسى "الآية .وهذا قول مقاتل .وقال ابن عباس: لم يكن من آل فرعون مؤمن غيره وغير امرأة فرعون وغير المؤمن الذى أنذر موسى فقال: "إن الملأ يأتمرون بك ليقتلوك"(تفسير القرطبي، ج۱۵ ص۳۰۶، سورة غافر)

وقال رجل مؤمن من آل فرعون يكتم إيمانه قال مقاتل والسدى كان قبطيا ابن عم فرعون وهو الذى حكى الله عنه فى سورة القصص وجاء رجل من اقصا المدينة يسعى قيل كان اسمه حبيب وقال قوم كان اسرائيليا ومجاز الاية وقال رجل مؤمن يكتم إيمانه من ال فرعون وكان اسمه جزئيل على ما روى عن ابن عباس واكثر العلماء وقال ابن إسحاق كان اسمه خبول(التفسير المظهري، ج۸ص۲۵۳، سورة غافر)

وقال رجل مؤمن يكتم إيمانه من آل فرعون وكان اسم هذا المؤمن حزبيل عند ابن عباس وأكثر العلماء وقال إسحاق كان اسمه جبريل وقيل حبيب(تفسير الخازن، ج۴ص۷۲، سورة غافر)

وقال رجل مؤمن من آل فرعون قيل كان قبطيا ابن عم فرعون وكان يجرى مجرى ولى العهد ومجرى صاحب الشرطة، وقيل: كان إسرائيليا، وقيل: كان غريبا ليس من الفئتين(تفسيرروح المعانى للآلوسى، ج۱۲ص۳۱۷،سورة غافر)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فرعون کے سامنے یہ کہنا کہ ’’أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ‘‘یعنی’’ کیا تم ایک آدمی کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے، میرا رب اللہ ہے‘‘ بہت بڑی بات ہے، اس سے بڑی بہادری نہیں ہوسکتی، البتہ صحیح بخاری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس سے بھی بڑی بہادری ہے۔ [1]

چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ، فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ، وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ’’أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ‘‘ الآيَةَ (صحيح البخاري، رقم الحديث ٣٨٥٦)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ جو ایذا (وتکلیف) پہنچائی، وہ مجھے بتائیں، تو انہوں نے فرمایا ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا، اس نے اپنا کپڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال کر اسے بہت سختی کے ساتھ گھونٹ دیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اسے کندھے سے پکڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دھکا دے کر پیچھے ہٹایا اور کہا کہ ’’أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ‘‘ (یعنی کیا تم ایک آدمی کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے، میرا رب اللہ ہے) (بخاری)

اس رجلِ مومن نے تو اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے،

---

[1] وأفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر كما ثبت بذلك الحديث.

ولا أعظم من هذه الكلمة عند فرعون وهي قوله: أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله اللهم إلا ما رواه البخاري في صحيحه حيث قال(تفسير ابن كثير، ج٧ص١٢٧، سورة غافر)

جنہوں نے اپنے ایمان کو سب کے سامنے ظاہر کر رکھا تھا۔

بعض روایات میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدیقین تین ہیں، ایک حبیب نجار ہیں(جن کا قصہ سورۃ یٰس میں آیا ہے)دوسرے آل فرعون میں سے یہ رجلِ مومن، اور تیسرے حضرت علی بن ابی طالب ہیں، جو اِن سب سے افضل ہیں۔

لیکن اس روایت کو محدثین نے ''موضوع'' قرار دیا ہے۔ [1] (جاری ہے............)

---

[1] "الصديقون ثلاثة: حبيب النجار مؤمن آل يس الذى قال: } يا قوم اتبعوا المرسلين {، وحزقيل مؤمن آل فرعون الذى قال: } أتقتلون رجلا أن يقول ربى الله {، وعلى بن أبى طالب وهو أفضلهم ."موضوع.

ذكره السيوطى فى "الجامع الصغير "من رواية أبى نعيم فى "المعرفة "وابن عساكر عن ابن أبى ليلى، ولم يتكلم عليه شارحه المناوى بشىء، غير أنه قال: رواه ابن مردويه والديلمى، لكن قال شيخ الإسلام ابن تيمية: هذا حديث كذب، وأقره الذهبى فى "مختصر المنهاج "(ص 309) وكفى بهما حجة، وإن من أكاذيب الشيعة التى يقلد فيها بعضهم بعضا أن ابن المطهر الشيعى عزاه فى كتابه لرواية أحمد، فأنكره عليه شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله فى رده عليه فقال: لم يروه أحمد لا فى "المسند "ولا فى "الفضائل " ولا رواه أبدا، وإنما زاده القطيعى عن الكديمى، حدثنا الحسن بن محمد الأنصارى، حدثنا عمرو بن جميع، حدثنا ابن أبى ليلى عن أخيه عن عبد الرحمن بن أبى ليلى عن أبيه مرفوعا .

فعمرو هذا قال فيه ابن عدى الحافظ: يتهم بالوضع، والكديمى معروف بالكذب، فسقط الحديث، ثم قد ثبت فى الصحيح تسمية غير على صديقا، ففى "الصحيحين "أن النبى صلى الله عليه وسلم صعد أحدا ومعه أبو بكر وعمر وعثمان، فرجف بهم، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: " اثبت أحد فما عليك إلا نبى وصديق وشهيدان " ...ضعفه ونكارته، فمن قواه من المعاصرين، فقد جانبه الصواب، ولربما الإنصاف أيضا، وأقره الذهبى فى "مختصره) "ص 452- 453) ، لكن عزو هذا الحديث الصحيح لمسلم وهم، كما بينته فى "الصحيحة "تحت الحديث . (875)

ثم وجدت الحديث رواه أبو نعيم أيضا فى "جزء حديث الكديمى (2 / 31) "وسنده هكذا: حدثنا الحسن بن عبد الرحمن الأنصارى، حدثنا عمرو بن جميع عن ابن أبى ليلى عن أخيه عيسى عن عبد الرحمن بن أبى ليلى عن أبيه مرفوعا(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٣٥٥)

پروپرائیٹر:وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

طب وصحت ''سنوت'' میں ہر مرض کی شفاء ہے حکیم مفتی محمد ناصر

کمونِ ملوکی یعنی دیسی اجوائن

احادیث میں بیان کردہ ''سنوت'' کے مصداق میں محدثین نے ''کمون'' کو بھی شمار کیا ہے۔

''کمون'' کی اقسام میں زیرہ کے علاوہ اجوائن بھی شامل ہے، البتہ اجوائن کو عربی میں کمونِ ملوکی یا کمون ہندی بھی کہا جاتا ہے، اور انگریزی میں اسے ''Bishop's weed'' یا ''Carom'' کہا جاتا ہے۔

اجوائن کی دو مشہور اقسام ہیں: اجوائن دیسی اور اجوائن خراسانی۔

اجوائن دیسی کے پتے کسی حد تک دھنیا کے پتوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان میں کچھ تیزی اور تلخی ہوتی ہے، اس کا پودا سوئے کے پودے کی طرح ہوتا ہے، جبکہ اس کے چھوٹے چھوٹے، سفید چھتری کی طرح ملے ہوئے پھول ہوتے ہیں، پھولوں کے بعد چھوٹے چھوٹے بیج لگتے ہیں، یہی اجوائن دیسی کے دانے کہلاتے ہیں۔

مزاج

اجوائن دیسی کا مزاج طبِ یونانی، نظریہ ثلاثہ اور نظریہ اربعہ کے مطابق گرم خشک (درجہ دوم، یا درجہ سوم میں) ہے (خواص المفردات، از حکیم مظفر حسین اعوان، صفحہ 67، خواص المفردات از حکیم یاسین صاحب، حصہ دوم غدی، صفحہ 26، کنز العقاقیر از حکیم اشرف شاکر صاحب، صفحہ 111)

جبکہ اجوائن خراسانی کا مزاج نظریہ ثلاثہ کے مطابق سرد تر مقرر کیا گیا ہے (خواص المفردات از حکیم یاسین صاحب، حصہ سوم اعصابی، صفحہ 255)

جبکہ نظریہ اربعہ کے مطابق خشک سرد لکھا ہے (کنز العقاقیر از حکیم اشرف شاکر صاحب، صفحہ 113)

گویا اجوائن خرانی میں سردی کی خاصیت پائی جاتی ہے، برخلاف دیسی اجوائن کے، کیونکہ دیسی اجوائن کے مزاج کے گرم خشک ہونے پر متأخرین اطباء کا اتفاق ہے۔

www.idaraghufran.org

اجوائن دیسی کے فوائد

اصولی اعتبار سے کمونِ ملوکی یعنی دیسی اجوائن گرم خشک مزاج کی حامل شدید عمل کرنے والی چرپرے ذائقہ کی دواء ہے، لہٰذا اپنے مزاج کے برعکس علاج بالضد کے اُصول کے مطابق سرد تر امراض کے لئے اجوائن ایک مفید دوا ہے، اورتنہاء یادیگر مرکبات کے ساتھ اجوائن کے ذریعے کئی فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

مفرد اعتبار سے دیسی اجوائن کھانا ہضم کرتی ہے اور بھوک بڑھاتی ہے، اور معدے کی کمزوری کی وجہ سے غیر ہضم شدہ غذا جو سُدوں کی شکل میں آنتوں کے اندر رک جاتی ہے، اجوائن ان سُدوں کو خارج کرتی ہے۔

ریاح اور گیس کو ختم کرتی ہے، اور گیس کی وجہ سے جسم میں ہونے والے کھچاؤ کو دُور کرکے راحت پہنچاتی ہے۔

پیٹ کے درد اور بدہضمی میں اجوائن اور نمک کی پھکی بنا کر کھانے سے شفا ہوتی ہے، البتہ ہائی بلڈ پریشر کے مریض نمک کی جگہ سونف کا سفوف شامل کرسکتے ہیں، اور اس سفوف کا چھوٹا آدھا چمچ روزانہ استعمال ہمراہ پانی بدن میں چستی لاتا ہے، اور جگر کی اصلاح کرتا ہے۔

بعض دیگر ادویہ کے ساتھ اجوائن گردہ ومثانہ کی پتھری کو توڑتی ہے۔

فالج اور اعصابی کمزوری والے مریضوں کے لیے مجرب ہے، دل کو طاقت دیتی ہے اور اعصابی دردوں کے لیے بہت مفید ہے۔

اجوائن جسم کے زہریلے مادوں کو تحلیل کرتی ہے، پیشاب اور حیض کو جاری کرتی ہے، اور بلغم کو دور کرتی ہے۔

ذیل میں مختلف اطباء کے اجوائن اور دیگر جڑی بوٹیوں کے مجرب مرکبات کا مختلف امراض کے لئے استعمال تحریر کیا جاتا ہے۔

(☆)...... اجوائن بخاروں کے لئے بھی مفید ہے، اور پرانے بخاروں میں اجوائن کا دوسری

ادویات کے ساتھ استعمال صدیوں سے مستعمل ہے، بخاروں کے لئے اجوائن کا نسخہ مشہور ہے، جس سے ہر قسم کے بخار اُتر جانے کی اطباء نے تصدیق کی ہے۔

گلو20 گرام، اجوائن دیسی 1 گرام، گل بنفشہ 1 گرام، نمک نصف گرام سب ادویہ کو ایک گلاس پانی میں ڈال کر گرائینڈ کر کے چھان کر پلانے سے چند ہی دنوں میں پرانے بخار اُتر جاتے ہیں، اگر اس ترکیب میں میں 10 عدد مغز بادام اور 7 عدد چھوٹی الائچی بھی ڈال لی جائے، تو فوائد اور زیادہ ہوجاتے ہیں، اور بگڑے ہوئے بخار بھی اُتر جاتے ہیں، خواہ بخار غلط علاج سے، یا اینٹی سپٹک دواؤں سے بگڑا ہو(علم العقاقیر، صفحہ 526، مصنفہ: حکیم محمد اشرف شاکر، شاکر پبلشرز، لاہور)

(☆)...... اجوائن کے چند دانے چبا لینے سے قے فوراً رک جاتی ہے، اگر قے کے لئے ایک چٹکی اجوائن کے ساتھ ایک چٹکی سیاہ مرچ کا پاؤڈر اور ایک چٹکی سفید دیسی نمک یا کالا نمک شامل کر کے چوس لیا جائے، تو آنے والی قے فوراً رک جاتی ہے، اور اگر منہ کا ذائقہ خراب ہو تو اجوائن کے دانے چبانے سے وہ بھی ٹھیک ہوجاتا ہے، نیز اس کے کھانے سے کھٹی ڈکاریں آنا بھی بند ہو جاتی ہیں۔

(☆)...... اجوائن کا مزاج کیونکہ گرم خشک ہے، اس لئے یورک ایسڈ جو بنیادی طور پر سردی خشکی کا مرض ہے، اس کے لئے بھی اجوائن کا مختلف مرکبات کے ساتھ استعمال فائدہ مند ثابت ہوا ہے، چنانچہ دیسی اجوائن کو آب لہسن سے تر کر کے پھر خشک کریں، اور سفوف بنا کر رکھیں، اور نصف چمچ چائے والا صبح شام کھانے سے پہلے یا بعد میں پانی سے استعمال ان شاءاللہ یورک ایسڈ کے لئے مفید ہے۔

(☆)...... بعض اطباء کے مجربات کے مطابق مٹی کھانے کی خواہش جن بچوں یا بڑوں کو ہو، وہ اگر دیسی اجوائن چوتھائی چمچ صبح نہار منہ چبا کر کھالیا کریں، تو اس سے مٹی کھانے کی خواہش ختم ہوجاتی ہے۔

(☆)...... اجوائن دیگر ادویات کے ساتھ جلدی امراض کے لئے بھی بہت مفید ثابت ہوئی ہے، چنانچہ داد، اور چنبل میں اجوائن کی اگر مرہم بنا کر لگائی جائے تو چند روز میں فائدہ ہوتا ہے، اور پھر

کبھی زندگی میں یہ تکلیف نہیں ہوتی۔

چنبل کے لئے مرہم کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اجوائن دیسی آدھا پاؤ، شیر مدار (یعنی آکھ کے پودے کا دودھ) ایک پاؤ میں خوب اچھی طرح رگڑائی کر کے چھوٹی چھوٹی ٹکیا بنالیں اور آدھا پاؤ تلوں کے تیل میں کسی برتن میں ڈال کر ان ٹکیوں کو پکائیں جب تیل کا رنگ سیاہ ہو جائے تو ٹکیہ نکال کر تیل کو محفوظ کر لیں، صبح کے وقت داد اور چنبل پر اس تیل کی خوب مالش کریں، اس کے 2 گھنٹے بعد چنے کا آٹا پانی میں ملا کر ابٹن بنالیں، اور چنبل پر اس کا لیپ کر دیں، ان شاء اللہ صرف تین، چار دنوں میں ہی ہر قسم کی چنبل ختم ہو جاتی ہے، خواہ مرض کتنا ہی پرانا کیوں نا ہو(اگر دواء کم مقدار میں بنانی ہو، تو مذکورہ ادویہ کے اجزاء کی مقدار کم کی جاسکتی ہے، نیز شیرِ مدار یعنی آکھ کے پودے کا دودھ بھی تھوڑی محنت کر کے تلاش کیا جاسکتا ہے، یہ عام شاہراہوں کے دائیں بائیں، خودروطور پر پایا جاتا ہے، البتہ موسمِ سرما کے مقابلے میں بہار کے موسم میں اس کا دودھ آسانی سے حاصل کیا جاسکتا ہے)

(☆)...... بند چوٹ والی جگہ پر اجوائن کو رگڑ کر شہد میں ملا کر لگانے سے اس جگہ کا منجمد خون جاری ہو جاتا ہے اور درد ٹھیک ہو جاتا ہے، اسی طرح بھڑ یا بچھو کے کاٹنے کی صورت میں اگر فوری طور پر متاثرہ جگہ پر اس کا لیپ کر دیا جائے تو آرام آجاتا ہے۔

(☆)......جسم میں کسی بھی جگہ گلٹی ہو، اس کے لئے اجوائن کا مندرجہ ذیل نسخہ مفید ہے۔

زیری سیاہ، اجوائن دیسی، سونٹھ بے ریشہ، باوبڑنگ، عناب، کالی مرچ تمام اشیاء ہم وزن لے کر نہایت باریک سفوف بنا کر 500 ملی گرام کے کیپسول بھر لیں، اور صبح، دوپہر، شام تین مرتبہ پانی کے ساتھ استعمال کریں، رسولی، سینہ کا درد، اور جسم میں کسی بھی جگہ گلٹی ہو، اس کے لئے بعض اطباء کا مجرب ہے۔

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270　0333-5365830

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

☐......29/ ربیع الآخر و 7/ 14/ 21/ جمادی الاولیٰ 1441ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐......24/ ربیع الآخر 2/ 9/ 16/ 23/ جمادی الاولیٰ 1441ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے منعقد ہوتی رہیں، البتہ 23/ جمادی الاولیٰ کو مدیر صاحب کے سفر میں ہونے کی وجہ سے مفتی محمد یونس صاحب نے اصلاحی مجلس میں خطاب کیا۔

☐......2/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار شعبہ حفظ کے طالب علم حمزہ ریاست کے تکمیلِ قرآن کی دعائیہ تقریب میں بندہ نے حفظِ قرآن کی فضیلت کے موضوع پر خطاب کیا۔

☐......4/ جمادی الاولیٰ، بروز منگل مولانا عبدالسلام صاحب کے سُسر جناب سید خالد شاہ صاحب انتقال فرما گئے، مرحوم کا نماز جنازہ ہری پور میں ادا کیا گیا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرتِ کاملہ فرمائے، اور پسِ ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

☐......9/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار، ادارہ غفران کے شعبہ ناظرہ میں امتحانات ہوئے، جبکہ 12/ جمادی الاولیٰ بروز بدھ شعبہ حفظ کے طلبہ کے امتحانات ہوئے، اور 13/ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کو تعلیمی شعبہ جات میں تعطیل رہی۔

☐......22/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعہ مدیر صاحب جناب نعمان مظہر صاحب کے یہاں عشائیہ میں مدعو تھے۔

☐......23/ ربیع الآخر بروز ہفتہ تعمیرِ پاکستان سکول میں سیکنڈ ٹرم کے امتحانات کے نتائج سنانے کے ساتھ طلبہ کو مورخہ 15/ جمادی الاولیٰ تک سردیوں کی تعطیلات دی گئیں، اور 17/ جمادی الاولیٰ بروز پیر سے دوبارہ تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوگیا۔

آئینۂ احوال

(صفحات:780)

ماہ نامہ ''التبلیغ'' راولپنڈی میں، شائع ہونے والے معاشرت، اخلاقیات، معاملات اور سیاسیات کے گرد گھومتے تجزیوں وتبصروں پر مشتمل اداریوں کا پہلا مجموعہ

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

اخبارِ عالم — **مولانا غلام بلال**

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/دسمبر/2019ء/23/ربیع الثانی/1441ھ: پاکستان: آئی ایم ایف کا اعلامیہ، پاکستان کو سوا45 کروڑ ڈالر کی دوسری قسط دینے کی منظوری ملک میں 6.4 شدت کا زلزلہ، زلزلے کی گہرائی 210 کلومیٹر، مرکز ہندوکش تھا، زلزلہ 4بج کر39منٹ پر آیا ملائیشیا: کوالالمپور کانفرنس، 20اسلامی ملکوں کا اپنی تجارتی کرنسی لانے کا اعلان 22/دسمبر: بھارت: متنازعہ شہریت بل کے خلاف شدید ترین مظاہرے، پولیس کی فائرنگ سے 6افراد ہلاک، ہلاکتیں 21ہوگئیں 23/دسمبر: پاکستان: عالمی بینک کا سمارٹ پروگرام معطل، پنجاب حکومت 45لاکھ ٹن گندم خریدے گی، فیصلہ صارفین کوسستے آٹے کی فراہمی، کسانوں کے معاشی تحفظ، اوپن مارکیٹ کو کریش سے بچانے کے لیے کیا گیا، خریداری کے لیے مالی انتظامات شروع 24/دسمبر: پاکستان: ای سی سی اجلاس، اینٹی نارکوٹکس فورس 7.9، یوٹیلی سٹورز کے لیے 6ارب کی ضمنی گرانٹ منظور مسلم لیگ ن کے رہنما احسن اقبال نارووال سپورٹس سٹی کیس میں گرفتار، نیب دفتر سے حراست میں لیا گیا، خورشید شاہ کی ضمانت کا فیصلہ معطل، اپوزیشن کا شدید احتجاج 25/دسمبر: پاکستان: وفاقی کابینہ، مریم نواز کا نام ای سی ایل میں رہے گا، 89ادویات سستی لاہور ہائیکورٹ: ن لیگی رہنما رانا ثناء اللہ کی منشیات کیس میں ضمانت منظور، رہائی کا حکم 26/دسمبر: پاکستان: وفاقی کابینہ، 216ارب کی سبسڈی کے باوجود بجلی، گیس مہنگی ہونے پر کابینہ ارکان کے تحفظات 27/دسمبر: پاکستان: پاکستان سمیت دنیا بھر میں سورج گرہن، ملک میں 20سال بعد سورج گرہن دیکھا گیا، لاہور میں دورانیہ 2 گھنٹے 31منٹ رہا، مساجد میں نمازِ کسوف، سلامتی اور استحکام کی دعائیں مانگی گئیں 28/دسمبر: پاکستان: پاک بحریہ کے مختلف میزائلز فائر کرنے کے کامیاب مظاہرے، شمالی بحیرہ عرب اور مکران کوسٹ پر سطح سمندر پر مار کرنے والے اینٹی شپ میزائلز فائر کیے گئے 29/دسمبر: پاکستان: ملائیشیا میں 300پاکستانی رہا، 31دسمبر کو وطن واپسی، پی آئی اے کی خصوصی پرواز سے منگل کی صبح اسلام آباد پہنچیں گے 30/دسمبر: پاکستان: سردی کی شدید لہر، میدانی علاقوں میں دھند کا راج، حادثات، 10افراد جاں بحق، متعدد زخمی 31/دسمبر: پاکستان: پنجاب میں نیا بلدیاتی نظام یکم جنوری سے لاگو، ضلع کونسلیں باضابطہ طور پر ختم یکم/جنوری/2020: پاکستان: سال نو کا تحفہ، پٹرول 2روپے 61پیسے، ہائی سپیڈ ڈیزل 2روپے 25پیسے، مٹی کا تیل 3روپے 10پیسے اور لائٹ ڈیزل 2.08روپے

فی لٹر مہنگا، کراچی کے لیے بجلی 4.88 روپے یونٹ بڑھادی گئی، نوٹیفکیشن جاری ✍ 2 / جنوری: پاکستان: آرمی چیف، چیئرمین جوائنٹ چیفس کی ریٹائرمنٹ عمر 64 سال، سروسز چیفس کو 3 برس توسیع، کابینہ میں بل منظور ☚ بجلی کی قیمت 1.56 روپیہ فی یونٹ بڑھانے کا نوٹیفکیشن جاری، اضافہ فیول پرائس ایڈجسٹمنٹ کی مد میں کیا گیا ✍ 3 / جنوری: پاکستان: سٹاک مارکیٹ میں زبردست تیزی، انڈیکس میں 1080 پوائنٹس کا اضافہ ✍ 4 / جنوری: پاکستان: ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی، بھاری جرمانوں کا نوٹیفکیشن واپس، ٹرانسپورٹرز نے کی ہڑتال کے باعث وزارتِ مواصلات کو فیصلہ واپس لینا پڑا ☚ پاکستان میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد 37 ہزار سے تجاوز ✍ 5 / جنوری: پاکستان: جدید آلات سے لیس میری ٹائم، پیٹرول ایئر کرافٹس اور خودکار ڈرونز نیول فلیٹ میں شامل ✍ 6 / جنوری: پاکستان: یکساں تعلیمی نصاب، مارچ سے نیا تعلیمی سیشن پرائمری تک اردو میڈیم ہوگا، اگلے میں مرحلے میں چھٹی سے آٹھویں جماعت تک انگریزی میڈیم کو ترویج دی جائے گی ✍ 7 / جنوری: پاکستان: ای سی سی اجلاس، بجلی کی قیمتوں کے تعین کے لیے نیپرا کو مکمل خودمختاری دے دی گئی، نیپرا قیمتوں میں اضافے کا نوٹیفکیشن بلاتاخیر جاری کرے گا، حکومت ایک ماہ میں لائف لائن صارفین کو سبسڈی جاری کر سکے گی ✍ 8 / جنوری: پاکستان: فوجی سربراہوں کی تعیناتی کا ترمیمی بل قومی اسمبلی سے متفقہ طور پر منظور، حکومت نے 89 ادویات کی قیمتیں 45 فیصد تک کم کردیں، نوٹیفکیشن جاری ✍ 9 / جنوری: پاکستان: میٹرو بس کرایہ میں 10 روپے اضافہ، 40 روپے ہوگیا، کابینہ نے منظوری دے دی ☚ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام، گریڈ 21 تک کے 2543 افسران بھی وظیفہ لیتے رہے ✍ 10 / جنوری: پاکستان: نیب آرڈیننس میں اپوزیشن کی تجاویز شامل کرنے پر اتفاق، 3 آرڈیننسوں پر معاملات طے ✍ 11 / جنوری: پاکستان: کوئٹہ مسجد میں خودکش دھماکہ، 15 نمازی شہید، ڈی ایس پی اور پیش امام بھی شہید، صدر، وزیرِاعظم ودیگر کی مذمت ☚ بچوں کے خلاف جرائم پر 3 ماہ میں فیصلہ، 14 سال قید، قومی اسمبلی میں زینب الرٹ سمیت 4 بل منظور ✍ 12 / جنوری: پاکستان: پنجاب میں دھند، بلوچستان میں برفباری جاری، چمن میں چھت گرنے سے 6 جاں بحق ✍ 13 / جنوری: پاکستان: وزیرِ اعظم ریلیف پیکج، تمام یوٹیلیٹی سٹورز پر خریداری میں اضافہ ✍ 14 / جنوری: پاکستان: غداری کیس، مشرف کی سزا اور خصوصی عدالت کا قیام کالعدم قرار، لاہور ہائیکورٹ ✍ 15 / جنوری: پاکستان: آزاد کشمیر، برفانی تودہ گرنے سے تباہی، 106 جاں بحق، کئی دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے، 75 افراد زخمی، درجنوں لاپتہ ✍ 16 / جنوری: پاکستان: پنجاب، بلوچستان اور شمالی علاقہ جات

میں برفباری اور بارش سے تباہی جاری، نظامِ زندگی درہم برہم، رابطے منقطع، بلوچستان میں سینکڑوں لوگ پھنس گئے، ہنزہ میں ایمرجنسی، برفباری کا 50 سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا، ہلاکتیں 46 ہوگئیں، مزید بڑھنے کا خدشہ ☚ پی ٹی آئی دورِ حکومت، گردشی قرضوں کا حجم 565 ارب روپے تک پہنچ گیا، 1 کھرب کا اضافہ پچھلے 6 ماہ میں ہوا، آئی ایم ایف کا کمی کا دیا ہدف حاصل نہ ہوسکا ✍ 17/جنوری: پاکستان: میجر جنرل بابر افتخار نئے ڈی جی آئی ایس پی آر، آصف غفور جی او سی اوکاڑہ تعینات ☚ آٹا بحران کے خاتمہ کے لیے 3 لاکھ ٹن گندم درآمد کرنے کی اصولی منظوری، 60 فیصد درآمدی ڈیوٹی کی بھی چھوٹ ✍ 18/جنوری: پاکستان: آٹا 6 روپے فی کلو مہنگا، قیمت 70 روپے تک پہنچ گئی، وزیر اعظم نے نوٹس لے لیا، آٹا ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کریک ڈاؤن کا حکم ☚ بینظیر سپورٹ پروگرام سے فائدہ اٹھانے والے 14 ہزار افسران کو برطرفی کے نوٹس ✍ 19/جنوری: پاکستان: سپریم کورٹ، انسانی حقوق کے زیرِ التواء مقدمات سماعت کے لیے مقرر کرنے کا آغاز، کیسز آئندہ ہفتے سے سنے جائیں گے ✍ 20/جنوری: پاکستان: فکس ٹیکس سکیم، 10 کروڑ ٹرن اوور تک رجسٹریشن سے چھوٹ، سیلز ٹیکس رجسٹریشن کے لیے سالانہ بجلی بل کی حد 12 لاکھ، وزیرِ اعظم آج اعلان کریں گے۔

Awami Poultry
پروپرائیٹر: پرویز اعوان
Hole sale center
عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر
ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں
تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر
نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے
مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Laziza Murgh Pulao®

Laziza Murgh Pulao®

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:
چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی
051-8489611
0300-9877045

Website for Order:
www.lazizamurghpulao.com
Contact All Branches:
51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی
051-8772884 0334-8082229
برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد — ڈپریشن — ہائی بلڈ پریشر — عرق النساء — بواسیر

موٹاپا — گھنٹیا — یرقان — دردِ شقیقہ — بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ — یورک ایسڈ — معدہ — شوگر — جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا — کولیسٹرول — اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

﴿علاج برائے خواتین﴾

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

﴿علاج برائے مرد حضرات﴾

شہریار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking, Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

0321-5247791